दिनियात

कक्षा ५

नेपाल सरकार

शिक्षा, विज्ञान तथा प्रविधि मन्त्रालय

पाठ्यक्रम विकास केन्द्र

सानोठिमी, भक्तपुर

प्रकाशक : नेपाल सरकार

शिक्षा, विज्ञान तथा प्रविधि मन्त्रालय

पाठ्यक्रम विकास केन्द्र

सानोठिमी, भक्तपुर

© सर्वाधिकार पाठ्यक्रम विकास केन्द्र

यस पाठ्यपुस्तकसम्बन्धी सम्पूर्ण अधिकार पाठ्यक्रम विकास केन्द्र सानोठिमी, भक्तपुरमा निहित रहेको छ । पाठ्यक्रम विकास केन्द्रको लिखित स्वीकृतिबिना व्यापारिक प्रयोजनका लागि यसको पूरै वा आंशिक भाग हुबहु प्रकाशन गर्न, परिवर्तन गरेर प्रकाशन गर्न, कुनै विद्युतीय साधन वा अन्य प्रविधिबाट रेकर्ड गर्न र प्रतिलिपि निकाल्न पाइने छैन ।

प्रथम संस्करण : वि.सं. २०७८

मुद्रण :

मूल्य :

पाठ्यपुस्तकसम्बन्धी पाठकहरूका कुनै पनि प्रकारका सुझावहरू भएमा पाठ्यक्रम विकास केन्द्र, समन्वय तथा तथा प्रकाशन शाखामा पठाइदिनुहुन अनुरोध छ । पाठकबाट आउने सुझावहरूलाई केन्द्र हार्दिक स्वागत गर्दछ ।

प्राक्कथन

विद्यालय तहको शिक्षालाई उद्देश्यमूलक, व्यावहारिक, समसामयिक र रोजगारमूलक बनाउन विभिन्न समयमा पाठ्यक्रम, पाठ्यपुस्तक विकास, परिमार्जन तथा अनुकूलन गर्ने कार्यलाई निरन्तरता दिइँदै आइएको छ । विद्यार्थीमा राष्ट्र तथा राष्ट्रियताप्रति एकताको भावना उत्पन्न गराई नैतिकता, अनुशासन र स्वावलम्बन जस्ता सामाजिक एवम् चारित्रिक गुणको विकास गर्न अधारभूत भाषिक सिपको आवश्यकता पर्छ । साथै विज्ञान, सूचना प्रविधि, वातावरण र स्वास्थ्यसम्बन्धी आधारभूत ज्ञान र जीवनोपयोगी सिपका माध्यमले भाषा तथा कला सौन्दर्यप्रति अभिरुचि जगाउन सान्दर्भिक हुने देखिन्छ । यसले सिर्जनशील सिपको विकास गराउनका साथै विभिन्न जातजाति, लिङ्ग, धर्म, भाषा, संस्कृतिप्रति समभाव जगाउन मदत गर्छ । यस सन्दर्भमा सामाजिक मूल्य मान्यताप्रतिको सहयोगात्मक र जिम्मेवारीपूर्ण आचरण विकास गर्नु आजको आवश्यकता बनेको छ । यही आवश्यकता पूर्तिका लागि शिक्षासम्बन्धी विभिन्न आयोगका सुझाव , शिक्षक तथा अभिभावकलगायत शिक्षासँग सम्बद्ध विभिन्न व्यक्ति सम्मिलित गोष्ठी र अन्तर्क्रियाका निष्कर्षबाट विकास गरिएको मदर्सा शिक्षा पाठ्यक्रमको स्वीकृत संरचनाअनुसार यो पाठ्यपुस्तक **मदर्सा शिक्षातर्फको कक्षा ५ को दिनियात विषय** विकास गरिएको छ ।

आधारभूत तहअन्तर्गतका बालबालिका सीमित शब्द र छोटो वाक्य बुझ्न र प्रयोग गर्न सक्छन् । उनीहरूका लागि स्थानीय परिवेशका प्रसङ्ग, चित्र, शब्द तथा वाक्यहरूले मनोरञ्जनात्मक सिकाइमा सहयोग गर्छन् । सिकाइमा अभ्यासको अत्यन्त ठुलो महत्त्व हुन्छ । मदर्सा शिक्षातर्फको कक्षा ५ को दिनीयात विषयको पाठ्यपुस्तकको लेखन तथा परिमार्जन कार्यमा यिनै कुरालाई दृष्टिगत गरी पाठ्यवस्तु, अभ्यास र तिनको क्रम, चित्रको संयोजन र भाषिक सिपको उचित संयोजन गर्ने प्रयत्न गरिएको छ । यस पाठ्यपुस्तकको लेखन तथा सम्पादन नजरुल हुसेनबाट भएको हो । यसको विकास कार्यमा **अणप्रसाद न्यौपाने, शेख अलि मञ्जरी मौलना, मौसमी यसमिन, उद्धबराज कट्टेल, उमा बुढाथोकी चिना कुमारी निरौला** लगायतको विशेष योगदान रहेको छ । यो पाठ्यपुस्तकको विकासमा संलग्न सबैलाई पाठ्यक्रम विकास केन्द्र धन्यवाद प्रकट गर्दछ ।

पाठ्यपुस्तकलाई शिक्षण सिकाइको महत्त्वपूर्ण साधनका रूपमा लिइन्छ । अनुभवी मौलनाहरू र जिज्ञासु विद्यार्थीले पाठ्यक्रमद्वारा लक्षित सिकाइ उपलब्धिलाई विविध स्रोत र साधनको प्रयोग गरी अध्ययन अध्यापनका लागि उपयोग गर्न सक्छन् । यस पाठ्यपुस्तकलाई सकेसम्म क्रियाकलापमुखी र रुचिकर बनाउने प्रयत्न गरिएको छ तथापि अझै भाषा शैली, विषयवस्तु तथा प्रस्तुति र चित्राङ्कनका दृष्टिले कमीकमजोरी रहेका हुन सक्छन् । तिनको सुधारका लागि मौलना, शिक्षक, विद्यार्थी, अभिभावक, बुद्धिजीवी एवम् सम्पूर्ण सरोकारवालाहरूको समेत महत्त्वपूर्ण भूमिका रहने हुँदा सम्बद्ध सबैको रचनात्मक सुझावका लागि पाठ्यक्रम विकास केन्द्र हार्दिक अनुरोध गर्दछ ।

पाठ्यक्रम विकास केन्द्र

वि.सं. २०७८

دینیات

درجہ پنجم

حکومت نیپال

وزارت تعلیم، سائنس وٹکنالوجی

مرکز برائے فروغ نصاب تعلیم

سانوٹھیمی، بھکت پور

حق طباعت: جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب: دینیات

درجہ: پنجم

تألیف: مولانا نظر الحسن فلاحی

مجیدہ بیگم فلاحی

صفحات: ۱۰۷

اشاعت: ۲۰۷۹/۲۰۷۸ بکرم سمبت

ناشر: حکومت نیپال، وزارت تعلیم

مرکز برائے فروغ نصاب تعلیم، سانوٹھیمی، بھکت پور۔

عرض ناشر

حکومت نیپال کی شمولیت اور تعلیم سب کے لیے کی پالیسی کے مطابق وزارت تعلیم کے تحت مرکز برائے فروغ نصاب تعلیم، سانوٹھیمی، بھکت پور نے مدارس اسلامیہ کے لیے درجہ دواز دھم تک کا نصاب تعلیم تیار کیا ہے۔ جس میں دینیات کو نمایاں مقام دیا گیا ہے، تا کہ اس کی مدد سے ابتدائی درجات کے بچوں کو قلیل مدت میں عقائد، عبادات، سیرت النبی ﷺ، سیرت انبیاء وصلحا، اخلاق وعبادات اور معاشرتی آداب وغیرہ سے متعلق ضروری معلومات بہم پہنچائی جاسکیں اور مضامین کا بار بڑھائے بغیر عام فہم اور دل نشیں انداز میں دین کے تمام پہلوؤں کا سادہ مگر واضح تصور دلایا جاسکے۔

مروجہ درسیات کے ذریعہ ایک ہی عقیدے اور مذہب کی تعلیم، نیز مشرکانہ عقائد اور غیر اسلامی تصورات کی ترویج واشاعت اور ملکی ماحول نے اس ضرورت کا احساس اور شدید کر دیا ہے۔ اس ضرورت کی تکمیل کے لیے دینیات کا سیٹ تیار کیا جا رہا ہے۔ جس کی درجہ پنجم کے لیے لکھی گئی کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

مذکورہ سیٹ کی خصوصیات:

ا۔ زبان نہایت سادہ، سلیس اور طرز بیان عام فہم اور دل نشیں ہے۔

۲۔ بچوں کی نفسیات اور دلچسپیوں کا پورا پورا لحاظ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۳۔ دین کا ایک جامع تصور پیش کیا گیا ہے اور ہر پہلو سے متعلق بتدریج معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

۴۔ جزوی اختلافات کوحتی الامکان نظر انداز کر کے بنیادی اور متفق علیہ باتیں پیش کی گئی ہیں، تا کہ طلبہ کے ذہن میں انتشار پیدا نہ ہو۔استاد حسب ضرورت طلبہ کے مسلک کے مطابق رہنمائی کر دیں۔

اس کو مزید بہتر اور مفید بنانے کے لیے تمام اہل علم سے آراء اور مشوروں کی امید رکھتے ہیں۔

مرکز برائے فروغ نصاب تعلیم ، سانوکھیمی ، بھکت پور

فہرست مضامین

نمبر شمار	عناوین		صفحہ
(۱)	حمد	....	(۷)
(۲)	نعت	....	(۱۰)
(۳)	توحید	....	(۱۳)
(۴)	رسولوں پر ایمان	....	(۱۷)
(۵)	آخرت پر ایمان	....	(۲۳)
(۶)	آسمانی کتب	....	(۳۰)
(۷)	فرشتوں پر ایمان	....	(۳۶)
(۸)	زکوۃ		(۴۱)
(۹)	حج	....	(۴۸)
(۱۰)	دعائے قنوت	....	(۵۶)
(۱۱)	نماز جمعہ	....	(۵۹)
(۱۲)	جنازہ کی نماز	....	(۶۲)
(۱۳)	عیدالفطر	....	(۶۷)
(۱۴)	سیرت رسول ﷺ	....	(۷۰)
(۱۵)	اولاد نبی ﷺ	....	(۷۹)
(۱۶)	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا	....	(۸۳)
(۱۷)	حدیث	....	(۸۸)

(۱۸) مسلمانوں کے حقوق .... (۹۱)
(۱۹) اپنے نفس کے حقوق .... (۹۴)
(۲۰) عمّ پارہ سے دس سورتیں .... (۹۷)
(۲۱) دعا .... (۱۰۷)

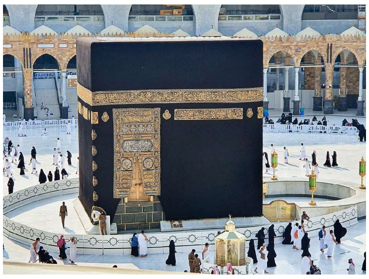

سبق (۱)

حمد

ظلمت شب میں جہاں کو روشنی دیتا ہے تو
بے ہنر انسان کو علم و آگہی دیتا ہے تو
سر بہ سجدہ جب کوئی ہوتا ہے تیرے سامنے
عظمت و ناموس، رفعت، خسروی دیتا ہے تو
سر اٹھاتا ہے کوئی فرعون دنیا میں اگر
اپنے بندوں کو عصائے موسیٰ دیتا ہے تو
ظلم و عدواں، سرکشی و گم رہی کے دور میں
نوعِ انساں کی ہدایت کو نبی دیتا ہے تو
جہل و نادانی کے صحرا میں بھٹکتے شخص کو
علم، دانائی، شعور زندگی دیتا ہے تو

آج کے ان ہوش مندوں، زیرکوں کو بالیقیں
دولتِ ہوش و متاع زیرکی دیتا ہے تو
جب اٹھاتا ہوں قلم میں حمد لکھنے کے لئے
حمد کے شایانِ شاں الفاظ بھی دیتا ہے تو

تابش مہدی

مشق

(الف) جواب دیجیے:

۱۔ ظلمت شب میں جہاں کو روشنی کون دیتا ہے؟
۲۔ یہ حمد کس شاعر کی ہے؟
۳۔ اس حمد کے مطابق سجدہ کرنے والے انسان کو اللہ کیا کیا دیتا ہے؟
۴۔ عصائے موسیٰؑ سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟
۵۔ جہل و نادانی کے صحرا میں بھٹکتے شخص کو اللہ کیا دیتا ہے؟
۶۔ شاعر جب حمد لکھنے کے لیے اپنا قلم اٹھاتا ہے تو اللہ کیا دیتا ہے؟

(ب) مندرجہ ذیل شعر کا مطلب اپنے لفظوں میں لکھیے۔

ظلم و عدواں، سرکشی و گم رہی کے دور میں
نوعِ انساں کی ہدایت کو نبی دیتا ہے تو

(ج) درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیے۔

ظلمت شب ....

ہنر ....

نادانی ....

دانائی ....

خسروی ....

عظمت ....

صحرا ....

زیرکی ....

متاع ....

رفعت ....

سرکشی ....

ناموس ....

ہدایات: ☆اساتذہ طلبہ وطالبات کو صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھ کر سنائیں اور ساتھ میں دوہرانے کو کہیں۔

☆ ہر طالب علم باری باری اس حمد کو بلند آواز سے پڑھے اور ساتھ ساتھ سب دوہراتے جائیں۔

☆اساتذہ مشکل الفاظ کا مفہوم سمجھائیں۔

☆اساتذہ طلبہ وطالبات کو یاد کرنے کی ترغیب دلائیں۔

سبق(۲)

نعت

رحمتِ عالم، خُلق کے پیکر صلی اللہ علیہ وسلم
سارے جہاں کے ہادی ورہبر صلی اللہ علیہ وسلم
خیرِ اُمم ہے اُس کی امت، ختم ہوئی ہے جس پہ نبوت
اُس کا رُتبہ افضل و برتر صلی اللہ علیہ وسلم
نشر کیا تھا کوہِ صفا پر چڑھ کر جو پیغام نبی نے
آج وہی ہے سب کی زباں پر صلی اللہ علیہ وسلم
دین وشریعت اور نبوت کی تکمیل ان پر کی رب نے
کوئی نہیں ہے، اُن کا ہم سر صلی اللہ علیہ وسلم
احمدِ مرسلؐ، رحمتِ عالم، اُن کو کہا خود قرآں نے بھی
وہ ہیں شفیع روز محشر صلی اللہ علیہ وسلم

تابش مہدی

مشق

(الف) جواب دیجیے:

۱۔ پہلے شعر میں نبی ﷺ کی کون کون سی صفات بیان کی گئی ہیں؟
۲۔ سارے جہاں کے ہادی اور رہبر کون ہیں؟
۳۔ کن کی امت کو خیر امم کہا گیا ہے؟
۴۔ جہالت کے ماروں کو نبی ﷺ نے کیا دیا؟
۵۔ آج سب کی زبان پر کیا ہے؟
۶۔ نبوت کس پر ختم ہوئی ہے؟
۷۔ رسول اللہ ﷺ کو قرآن نے کیا کہا ہے؟
۸۔ نبی ﷺ پر ہمیں کیا پڑھتے رہنا چاہیئے؟

(ب) اس شعر کا مفہوم اپنے لفظوں میں لکھیے۔

دین و شریعت اور نبوت کی تکمیل ان پر کی رب نے

کوئی نہیں ہے، اُن کا ہم سر صلی اللہ علیہ وسلم

(ج) درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیے۔

خُلق ....
پیکر ....
ہادی ....
جہالت ....
افضل ....
نشر ....
تہذیب ....

ہم سر ....

شفیع ....

محشر ....

مرسل ....

(د) مناسب الفاظ سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے۔

رحمتِ عالم...... کے............صلی اللہ علیہ وسلم

سارے جہاں کے...... و رہبر صلی اللہ علیہ وسلم

اُس کا رُتبہ .... و برتر صلی اللہ علیہ وسلم

دین دیا............عطا کی، جس نے ....

کے ماروں کو

کیوں نہ............ہم اس پہ............صلی اللہ علیہ وسلم

(ہ) آپ کو کوئی نعت یاد ہو تو اسے اپنی کاپی میں لکھ کر اپنے استاد کو دکھایئے۔

ہدایات: ☆ اساتذہ طلبہ وطالبات کو صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھ کر سنائیں اور ساتھ ساتھ دوہرانے کو کہیں۔

☆ سب سے باری باری پڑھوائیں اور باقی کو دوہرانے کہیں۔

☆ اساتذہ طلبہ وطالبات کو مشکل الفاظ کا مفہوم سمجھائیں۔

☆ اساتذہ طلبہ وطالبات کو زبانی یاد کرنے کی ترغیب دلائیں۔

سبق (۳)

توحید

توحید کا معنی یکتا، اکیلا اور بے مثل ہوتا ہے۔ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اکیلا اور یکتا ہے۔ اس جیسا کوئی نہیں ہے۔ وہ کسی سے پیدا نہیں ہوا اور نہ اس کی کوئی اولاد ہے۔ سب اس کی پناہ کے محتاج ہیں۔ اسے کسی سہارے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کی کوئی بیوی نہیں اور نہ اس کو اس کی ضرورت ہے۔ وہ بے مثل ہے، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ اپنی ذات میں بھی اکیلا ہے اور اپنے نام میں بھی اکیلا ہے۔ اسی لئے اللہ صرف اور صرف اسی ایک ذات کا نام ہے۔ کسی اور کا یہ نام نہیں ہوسکتا ہے۔ اللہ کی جو صفات ہیں وہ ذاتی، کامل اور بے مثل ہیں۔ اس کے ننانوے صفاتی نام مشہور ہیں۔

اللہ تنہا اس کائنات، دھرتی اور ان میں جو مخلوقات ہیں ان سب کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس میں کوئی اس کا ساجھی اور شریک نہیں ہے اور نہ کسی مددگار کی اس کو ضرورت ہے۔ نہ ہی کسی میں اتنی طاقت ہے کہ اس کی مدد کر سکے۔ سورہ انعام آیت ۱۰۱ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **و خلق کل شیءٍ** "اور اس اللہ نے ہر چیز کو پیدا کیا۔" اللہ نے ان چیزوں کو کسی ذریعہ اور نمونہ کے بغیر پیدا کیا ہے۔ وہ جب کسی کام کو کرنے کا فیصلہ فرماتا ہے تو بس کہتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتا ہے۔

یہ کائنات اور اس کی ہر شئی اسی ایک اللہ کی تخلیق ہے۔ اسی لئے وہی کائنات اور اس کی تمام اشیاء کا حقیقی مالک ہے۔ وہی رب ہے یعنی پرورش کرنے والا، آفات، مصائب اور نقصانات سے بچانے والا ہے۔ وہی فرماں روا ہے۔ سورہ فاتحہ کی پہلی آیت میں ہے "تعریف اللہ ہی کے لیے جو تمام کائنات کا رب ہے۔" وہ سب کا رازق ہے اور سب کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ وہی اکیلا کائنات کا نظام چلا رہا ہے۔ وہ ان کاموں سے نہ تھکتا ہے نہ اس کو نیند آتی ہے اور نہ ہی اس کو اونگھ آتی ہے۔

چونکہ اللہ ہی ہمارا خالق، رازق، رب اور مالک ہے۔ اسی لئے صرف اسی کی عبادت کرنی چاہیئے۔ دنیا کی ساری چیزیں اللہ ہی کی عبادت اور تسبیح کرتی ہیں۔ اللہ نے تمام انسانوں کو اپنی عبادت

کے لئے پیدا کیا ہے۔اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔اس نے قطعی حکم دیا ہے کہ اس کی بندگی کرو اس کے علاوہ کسی کی بندگی نہ کرو۔سورہ اسراء آیت نمبر تئیس میں ہے۔ ''اور تمہارے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ :تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو مگر صرف اس کی۔'' اس لئے ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں۔اسی کے آگے اپنا سر جھکاتے ہیں اور اسی سے دعا کرتے ہیں۔اللہ کا فرمان ہے تم مجھ سے مانگو میں تم کو دوں گا۔انسان کے لئے ذلت کی بات ہے کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی اور سے مانگے۔کیونکہ انسان کو اللہ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے اور اللہ کے علاوہ کسی میں یہ طاقت نہیں ہے کہ کسی کو کچھ دے سکے۔ ہر ایک اللہ کا غلام اور اس کے حکم کے تابع ہے۔اللہ ہی سب کچھ دینے کی طاقت رکھتا ہے اور دیتا ہے۔وہی ساری مشکلوں کو دور کرنے والا ہے۔

اللہ نے یہ کائنات بنائی ہے۔اس کائنات میں اس زمین کو انسانوں کے رہنے بسنے کے لائق بنایا اور اس میں جو کچھ ہے سب انسانوں کے لئے بنایا۔انسانوں کو زندگی گزارنے کے لئے صرف مادی چیزیں ہی نہیں دیں۔ بلکہ ان کو زندگی گزارنے کا مکمل ضابطہ اور دستور بھی دیا۔اب انسان کا فرض ہے کہ وہ اسی الٰہی قانون کے مطابق اپنی زندگی گزارے۔اس کی بھلائی بھی اسی قانون کے تحت زندگی گزارنے میں ہے۔جو اللہ کے حکم کے مطابق زندگی نہیں گزارتا ہے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے اور اللہ بھی اس سے ناراض ہوتا ہے۔اللہ جس سے ناراض ہو گیا وہ سب سے بڑے گھاٹے میں پڑ گیا۔اسی لئے ہم اللہ کا ہر حکم مانتے ہیں۔

زندگی اسی نے دی ہے اور موت دینے والا بھی وہی ہے۔وہی بیماری دیتا ہے اور شفا دینے والا بھی وہی ہے۔وہی نفع دینے والا ہے اور نقصان سے بچانے والا بھی وہی ہے۔دنیا کی ہر شئی کا علم صرف اللہ کے پاس ہے۔وہ غیب بھی جانتا ہے اور حاضر کا بھی علم رکھتا ہے۔وہ ہماری نیتوں اور ارادوں کا بھی علم رکھتا ہے۔اس نے جس کو جتنا علم دیا ہے اس کے پاس اتنا ہی علم ہے۔اسی لئے اس کو کسی سفارشی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔البتہ کسی کی عزت افزائی کے لئے وہ سفارش کا حکم دے گا بھی تو وہ حق اور راست بات ہی کہے گا۔

ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ ایک ہے اور بے مثل ہے۔ہم اسی سے ڈرتے ہیں اور اسی پر کامل بھروسہ کرتے ہیں۔اسی سے محبت کرتے اور اسی سے امید رکھتے ہیں۔اسی ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور اسی سے دعا مانگتے ہیں، اسی کا حکم مانتے ہیں اور اسی کے دئے ہوئے نظام زندگی کے مطابق ہم اپنی زندگی گزارتے ہیں۔

مشق

(الف) جواب دیجیے:

۱۔ توحید کا معنیٰ کیا ہے؟
۲۔ اس کائنات کا پیدا کرنے والا کون ہے؟
۳۔ اللہ تعالیٰ کے مشہور صفاتی نام کتنے ہیں؟
۴۔ اس کائنات کو کس نے بنایا؟
۵۔ ہمیں کس کی عبادت کرنی چاہیئے اور کیوں کرنی چاہیئے؟
۶۔ انسان کے لئے ذلت کی کون سی بات ہے؟
۷۔ انسانوں کی بھلائی کس قانون کے تحت زندگی گزارنے میں ہے؟
۸۔ ہم اللہ ہی سے دعا کیوں مانگتے ہیں؟
۹۔ اللہ کو کسی سفارشی کی ضرورت کیوں نہیں ہے؟
۱۰۔ ہم کس کے دیئے ہوئے نظام زندگی کے مطابق زندگی گزارتے ہیں؟

(ب) مناسب الفاظ سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے۔

ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ...... ہے اور بے...... ہے۔ہم اسی سے........... ہیں اور اسی پر کامل ......کرتے ہیں۔اسی سے محبت کرتے اور اسی سے......رکھتے ہیں۔اسی ایک اللہ کی..........کرتے ہیں اور اسی سے دعا مانگتے ہیں، اسی کا...... مانتے ہیں اور اسی کے دیئے ہوئے نظام زندگی کے..........ہم اپنی زندگی گزارتے ہیں۔

مندرجہ ذیل الفاظ کی ضد لکھیے۔

توحید ....

محتاج ....

ذلت ....

غلام ....

غیب ....

عزت ....

زندگی ....

نفع ....

شفاء ....

علم ....

(د) درج ذیل جملوں کو غور سے پڑھیے صحیح جملہ کے سامنے صحیح کا نشان (✓) لگائیں اور غلط کے سامنے غلط کا نشان (×) لگایئے۔

- سب اللہ کی پناہ کے محتاج ہیں۔(......)
- اس کائنات کے پیدا کرنے میں اللہ کے علاوہ کوئی اور بھی شریک ہے۔(......)
- اللہ نے دنیا کی چیزوں کو بغیر کسی نمونہ کے پیدا کیا ہے۔(......)
- اللہ نے یہ زمین بنائی اور انسان نے اس کو رہنے بسنے کے لائق بنایا۔(......)
- ہمیں اللہ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرنا چاہیئے۔(......)
- زندگی اللہ نے دی ہے اور موت دینے والا اس کے علاوہ کوئی اور بھی ہے۔(......)

☆ توحید کے بارے میں آپ نے جو کچھ سمجھا ہے۔ دس سطروں میں تحریر کریں۔

☆ اللہ کے تمام نام یاد کریں اور بچے ایک دوسرے کو سنائیں۔

سبق (۴)

رسولوں پر ایمان

اسلامی عقائد میں رسالت کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔اس کا مطلب اللہ کے رسولوں پر ایمان لانا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس نے یہ کائنات اوراس میں یہ دھرتی بنائی۔انسانوں کواس زمین پر زندہ رہنے اور زندگی گذارنے کے لئے جن چیزوں کی ضرورت تھی ان ساری چیزوں کو بنایا۔ان کواس طرح بنایا کہ ان کواستعمال کرنے میں وہ انسانوں کی مددگار ہوں۔انسانوں کے اندر ایسی صلاحیتیں دیں کہ وہ ان کو استعمال کے لائق بنا سکیں اور انہیں استعمال میں لائیں۔خود انسانی نسل کی بقاوتسلسل کے لئے عورت اور مرد بنایا۔ان کے اندر صلاحیتیں اور میلانات دیئے اور اجتماعی زندگی گذارنا ان کی فطرت میں ڈال دیا۔انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔جس وجہ سے شیطان اس کے مرتبہ اور شان کو دیکھ کر حسد،جلن اور گھمنڈ میں مبتلا ہوگیا اور وہ انسان کا دشمن بن گیا۔

اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس نے انسان کو صرف مادی ضروریات کی چیزیں ہی نہیں دیں۔بلکہ اس کی ہدایت اور رہنمائی کا انتظام بھی فرمایا۔صاف صاف فرمادیا کہ جو کوئی میری بھیجی گئی ہدایت پر عمل کرے گا اور اس کے مطابق اپنی زندگی گذارے گا اس کو کسی نقصان اور تکلیف کا ڈر نہیں ہوگا اور نہ اس کو غم ہوگا۔اللہ نے انسانی زندگی کے ہر گوشے کے لئے ہدایت ورہنمائی بھیجی ہے۔اسی میں ہر طرح کی بھلائی اور اخروی نجات ہے

اس ہدایت کا انتظام اللہ نے اس طرح فرمایا کہ انسانوں ہی میں سے سب سے بہتر انسانوں کو عام انسانوں تک اپنا پیغام پہنچانے کے لئے منتخب کیا۔جن کو نبی یا رسول کہتے ہیں۔حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ کا پیغام ان تک پہنچاتے اور وہ اپنے مدعو اور مخاطب تک پہنچا دیتے۔وہ ایک اللہ کی بندگی اور عبادت کی تعلیم دیتے اور اسی کی بھیجی ہوئی تعلیم کی روشنی میں زندگی کے سارے کام کرنے کو کہتے۔نبی اپنا اتباع اور اللہ کی مکمل فرماں برداری پر ابھارتے تھے۔جو ان کی بات مانتا اس کو جنت اور اس کی نعمتوں کی بشارت دیتے اور جو نہ مانتا اس کو جہنم اور اس کے دردناک عذاب سے ڈراتے۔

سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام یہی پیغام لے کر آئے۔ جب لوگوں نے ان کی تعلیمات بھلا دی اور زمین پر ظلم و فساد پھیل گیا تو اللہ نے حضرت نوح علیہ السلام کو اسی پیغام کے ساتھ بھیجا۔ اس طرح اللہ نے ہر قوم میں اپنا پیغامبر بھیجا۔ قرآن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت یسیع علیہ السلام، حضرت ذوالکفل علیہ السلام وغیرہ کا ذکر ملتا ہے۔ انبیاء کی صحیح تعداد ہمیں نہیں معلوم ہے۔ اسی لئے جن انبیاء و رسل کے نام قران اور حدیث میں آئے ہیں۔ ان پر ہم ان کے ناموں کے ساتھ اور جن کے نہیں ہیں ان پر من جملہ جو بھی نبی اور رسول آئے سب پر ایمان رکھتے ہیں۔ سارے رسولوں کی تعلیم ایک تھی وہ یہ کہ صرف اور صرف اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور اپنے رسول کی پیروی کرو۔ رسول نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جو حکم دیا وہ ٹھیک ٹھیک انسانوں تک پہنچا دیا، ذرا بھی کمی اور زیادتی نہ کی اور نہ کوئی بات چھپا کر رکھی۔ وہ انسانوں کے سچے خیر خواہ تھے۔ ہر ایک کی بھلائی چاہتے تھے، کسی کا بھی برا نہیں چاہتے، ہمیشہ سچ بولتے، ان کی اچھی زندگی کو دیکھ کر نیک فطرت لوگ ضرور ان کی بات مان لیتے۔ جو لوگ رسول کی بات مان کر اس کے مطابق عمل کرتے رسول ایسے لوگوں کو جنت کی خوش خبری دیتے۔ ان کو بتاتے کہ اللہ ان سے خوش ہوگا اور انعام میں جنت دے گا۔ اسی طرح جو لوگ انکار کرتے اور اپنے کفر پر اڑے رہتے، انہیں جہنم کے سخت عذاب سے ڈراتے، وہ ہر ایک کو نہایت شفقت اور پیار سے سمجھاتے۔ اللہ کی مہربانیاں یاد دلاتے، اللہ کی طرف بلاتے۔ اچھے انداز اور نرم لہجہ میں بات کرتے تاکہ بات دل میں اتر جائے۔ وہ صرف لوگوں کو بلاتے ہی نہیں، بلکہ خود اس پر عمل کرتے۔ ان کے قول و فعل میں کوئی تضاد نہ ہوتا، اللہ کی عبادت کرتے، بری باتوں سے دور رہتے، اللہ سے استغفار کرتے۔ وہ اپنی گھریلو زندگی میں بھی ایک اچھا نمونہ ہوتے، بیوی بچوں کے ساتھ حسن سلوک کرتے، ہر ایک کا حق ادا کرتے۔ غرض سارے بھلے کام خود کر کے دکھاتے۔ تاکہ لوگ ان کی زندگی کو اپنے لئے نمونہ بنائیں اور ٹھیک اسی طرح عمل کریں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے انسانوں ہی کو نبی اور رسول بنا کر بھیجا۔

مسلمان سارے انبیاء اور رسل کو مانتے ہیں۔ ان میں کوئی تفریق نہیں کرتے۔ جو شخص کسی ایک رسول کا

بھی انکار کرے گا وہ مسلمان نہیں۔ اللہ نے اپنے رسولوں کو کچھ نشانیاں بھی دیں۔ رسول لوگوں کے اطمینان کے لئے اللہ کے حکم سے ان کو نشانیاں دکھاتے تھے۔ ان نشانیوں کو معجزہ بھی کہتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معجزہ دیا گیا تھا کہ اللہ کے حکم سے لاٹھی زمین پر رکھتے تو اژدہا بن جاتی اور اس کو اٹھاتے تو لاٹھی کی لاٹھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتے اور کوڑھی کو بھلا چنگا کر دیتے تھے۔ نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ نے معجزات دئے تھے۔ ایک ہی رات میں آسمان و زمین کی سیر کروائی، جنت اور دوزخ دکھائی اور اپنے پاس بلایا۔ اس واقعہ کو معراج کہتے ہیں۔ آپ ﷺ کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا، آپ ﷺ کی انگلی سے چشمہ بہہ نکلا اور بھی بہت سے معجزے دئے۔ آپ ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے۔ اس کی چھوٹی سے چھوٹی سورۃ کے مثل بھی کوئی کلام آج تک نہ کوئی لا سکا ہے اور نہ قیامت تک لا سکے گا۔

پیارے رسول ﷺ سے پہلے جتنے رسول آئے، وہ سب اپنی اپنی قوم یا مخصوص خطوں اور وقتوں کے لئے تھے۔ لیکن آپ ﷺ کی نبوت و رسالت قیامت تک کے لئے ہے۔ آپ ﷺ کو سارے انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ آپ ﷺ کے آنے کے بعد قیامت تک سارے انسانوں کے لئے آپ ﷺ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ آپ ﷺ پر نازل شدہ شریعت محفوظ کر دی گئی ہے۔ آپ ﷺ کی ہی اور صرف آپ ﷺ ہی کی پیروی کی جائے گی۔ جو بھی آپ ﷺ کی نبوت کا انکار کرے گا، آپ ﷺ کے بعد نبی یا رسول ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرے گا یا ایسا کرنے والے پر ایمان لائے گا وہ مسلمان نہیں۔ اللہ اس سے سخت ناراض ہوگا اور آخرت میں اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہر ایک نے اپنی امت کو تاکید فرمائی تھی کہ آخری رسول حضرت محمد بن عبد اللہ ﷺ پر ایمان لانا اور ان کے بتائے ہوئے طریقہ پر چلنا۔ مگر کچھ لوگ نسلی تعصب کا شکار ہو گئے اور ان کی بات نہ مانی، اللہ سب کو صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ (آمین)

سبق کا خلاصہ

۱۔ رسول اللہ کے بندے اور انسان ہوتے ہیں۔

۲۔ رسول سب سچے ہوتے ہیں، کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔

۳۔ امین ہوتے ہیں اور اللہ کا پیغام بغیر کسی کمی بیشی کے پہنچاتے ہیں اور کوئی بات نہیں چھپاتے

۴۔ سب کے خیر خواہ ہوتے ہیں۔
۵۔ رسولوں کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی لاتے تھے۔
۶۔ رسول اور نبی سب معصوم ہوتے ہیں، اللہ کی طرف سے انسانوں کو سیدھی راہ دکھانے پر مامور ہوتے ہیں۔
۷۔ اللہ تعالیٰ غیب کی بہت سی باتیں ان کو بتا دیتا ہے جو عام انسانوں کو معلوم نہیں ہوتیں۔
۸۔ انہیں قیامت، حساب و کتاب اور دوزخ پر ایسا یقین ہوتا ہے جیسے وہ اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں۔
۹۔ وہ لوگوں کو جس بات کی طرف بلاتے ہیں اس پر خود بھی عمل کرتے ہیں۔
۱۰۔ حضرت محمد ﷺ سارے لوگوں کے لئے اللہ کے آخری رسول ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔
۱۱۔ آپ ﷺ پر نازل کردہ آخری ہدایت نامہ قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ نے لیا ہے۔ اسی لئے اس کتاب سے ہدایت حاصل کی جائے گی تو ہدایت ملے گی ۔

مشق

(الف) جواب دیجیے:

۱۔ رسالت کا مطلب اور اسلامی عقائد میں اس کی اہمیت کیا ہے؟
۲۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو زندہ رہنے کے لیے کیا کیا؟
۳۔ شیطان کے حسد اور جلن میں مبتلا ہونے کی کیا وجہ تھی؟
۴۔ انسان کی ہدایت کے لئے اللہ نے کیا انتظام کیا؟
۵۔ نبی کسے کہتے ہیں؟
۶۔ رسول کی بات ماننے سے کیا کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے؟ تفصیل سے لکھیں۔
۷۔ اس سبق میں درج تمام رسولوں کے نام تحریر کریں۔

۸۔ سارے انبیاء نے انسانیت کو کیا تعلیم دی؟

۹۔ رسول کی صفات کم از کم ۵ سطروں میں قلم بند کریں۔

۱۰۔ رسول کی دعوت کا انکار کرنے والوں کا انجام کیا ہوگا؟۔

۱۱۔ معجزہ کسے کہتے ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے کون سا معجزہ دیا تھا؟

۱۲۔ واقعۂ معراج سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

(ب) درج ذیل جملوں کو پڑھیے صحیح جملے کے سامنے صحیح کا نشان (✓) اور غلط کے سامنے غلط کا نشان (×) لگایئے۔

- اللہ نے یہ کائنات اور یہ دھرتی اس لئے بنائی ہے کہ اس میں صرف حیوان ہی زندہ رہ سکیں۔ (......)
- رسولوں کے پاس جنات وحی لاتے تھے۔ (......)
- اللہ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔
- انسانوں کی ہدایت کے لئے اللہ نے نبی اور رسول بھیجے۔ (......)
- اللہ نے فرشتوں کو رسول بنا کر دنیا میں انسانوں کی ہدایت کے لئے بھیجا۔ (......)
- عام انسانوں تک اللہ کا پیغام پہنچانے والے کو رسول کہتے ہیں۔ (......)
- دنیا میں سب سے پہلے رسول کا نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ (......)
- موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے کوڑھی کو ٹھیک کرنے والا معجزہ عطا کیا تھا۔ (......)
- سارے رسولوں کا ایک ہی پیغام تھا کہ ایک اللہ کی عبادت کرو۔ (......)
- رسول لوگوں کو جس بات کی طرف بلاتے اس پر خود بھی عمل کرتے۔ (......)

(ج) درج ذیل الفاظ میں واحد کی جمع اور جمع کی واحد لکھیۓ۔

رسل ۔ نبی۔ عقائد۔ مہربانی۔ معجزہ۔ تعلیمات۔ صلاحیت۔ میلانات۔ عمل۔ نعمت۔ پیغمبر۔ حدیث۔

(د) درج ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

ایمان ....

رسالت ....

قیامت ....

نجات ....

خیرخواہ ....

نظام ....

اتباع ....

جنت ....

جہنم ....

ہدایت ....

﴿کچھ کرنے کے کام﴾

☆ قرآن میں موجود تمام انبیاء ورسل کے ناموں کو لکھ کر انہیں زبانی یاد کیجیے اور وال پیپر میں خوشخط لکھ کر اپنے کمرہ میں ایک جانب چسپاں کیجیے۔

☆ حضرت محمد ﷺ کے بارے میں دس سطروں کا ایک مضمون لکھیے ۔

☆ قرآن میں جن رسولوں کا ذکر موجود ہے اسے لکھ کر یاد کریں۔

سبق (۵)

آخرت پر ایمان

اس بات پر ایمان لانا کہ اللہ کے حکم سے ایک دن حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے اور اس وقت سارے انسان اور جاندار مر جائیں گے اور دوبارہ صور پھونکیں گے تو سارے انسان جی اٹھیں گے۔ ان سب کو ایک میدان میں جمع کیا جائے گا۔ سب کا حساب کتاب لیا جائے گا۔ سارے کاموں کی جانچ پڑتال ہوگی ایک ایک عمل تولا جائے گا۔ ہر ایک کو اس کے کیے کے مطابق بدلہ ملے گا۔ اسی دوبارہ زندہ کئے جانے اور فیصلے کے دن کو آخرت کہا جاتا ہے۔

یہ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ اس پر ایمان لائے بغیر کوئی انسان مسلمان نہیں ہوسکتا۔ اس کی خبر ہمیں اللہ کے سچے رسولوں نے دی ہے۔ جو سب سے سچے انسان اور اللہ کے بندوں کے خیر خواہ تھے۔

انسان مرنے کے بعد کہاں جاتا ہے؟ اس کے ساتھ کیا ہوتا ہے؟ اس کے بارے میں کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ جو زندگی ہے وہ یہی زندگی ہے۔ مرنے کے بعد وہ سڑ گل جاتا ہے۔ کچھ دوسرے لوگوں کا کہنا ہے کہ انسان جیسا عمل کرتا ہے اسی کے مطابق دوسرے جنم میں اس کو جسم ملتا ہے۔ یعنی اگر وہ برا عمل کرتا ہے تو وہ کتا، سور، یا کیڑا مکوڑا بنا دیا جاتا ہے اور اگر وہ بہتر عمل کرتا ہے تو اعلیٰ خاندان میں، مالدار گھرانے میں اچھے انسان کا جسم پاتا ہے۔ اس طرح کے فاسد عقائد ہی کی وجہ سے آج دنیا میں ظلم و جبر ہے۔

اللہ نے اپنے رسولوں کے ذریعہ انسانوں کو بتایا کہ تم ایک ذمہ دار مخلوق ہو اور اللہ عدل و انصاف کرنے والا ہے۔ اس کے عدل کا تقاضہ ہے کہ اس کی نافرمانی کرنے والے، انسانوں پر ظلم کرنے والے اور دنیا میں شر و فساد مچانے والے انسانوں کو اس کے برے عمل کی سزا دے۔ جو اس دنیا میں نہیں مل سکتی۔ مثلاً ایک مجرم نے بیس لوگوں کو قتل کیا ہے۔ دنیا کی عدالت اگر اس کو سزا بھی دے تو اس کو زیادہ سے زیادہ موت کی سزا دے گی۔ جو صرف ایک انسان کے قتل کی سزا ہوگی۔ باقی کے قتل کی سزا کیسے دی جاسکے گی؟ دوسرے یہ کہ مقتول کو اس سے تو کچھ بھی نہیں ملا۔ اسی طرح جس انسان نے نیک عمل کیا، لوگوں کے

ظلم برداشت کیے اور اللہ کی فرماں برداری کرتا رہا وہ بھی تو حق دار ہے کہ اس کے کیے کا اس کو انعام ملے۔ اسی لئے قیامت کا آنا ضروری ہے۔تا کہ ہر ایک کو انصاف مل سکے اور ہر ایک کو اس کے اچھے یا برے عمل کے مطابق سزا یا جزا مل سکے۔

دنیا کی عدالت میں انسان اپنا جرم چھپا بھی سکتا ہے۔وہ سزا سے بچ بھی سکتا ہے۔بلکہ کبھی تو الٹا مظلوم ہی سزا پاتا ہے۔اللہ کی عدالت میں ایسا بالکل نہیں ہوگا۔کیونکہ اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ساتھ ہی ہر انسان کے قول و عمل کو لکھنے کے لئے کراماً کاتبین اس کے ساتھ ساتھ رہتے ہیں اور ایک ایک چیز لکھتے جاتے ہیں۔کوئی چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی نہیں چھوڑتے۔اتنا ہی نہیں بلکہ اس کے ہاتھ، پیر سب قیامت کے دن گواہی دیں گے۔اس دن نہ کوئی دوستی کام آئے گی اور نہ ہی سفارشی کام آئیں گے اور نہ کوئی فدیہ دے کر چھوٹ سکے گا۔بڑا سخت دن ہوگا۔باپ بیٹے سے بیٹا باپ سے، بیوی شوہر سے شوہر بیوی اور بھائی بھائی سے بھاگ رہا ہوگا۔ہر ایک کا اپنا معاملہ ہی اس کے لئے سخت پریشان کن ہوگا۔اس دن اگر شفاعت ہوگی بھی تو اللہ کے حکم سے ہوگی۔اللہ کے رسول ان مومن بندوں کے لئے جن سے بھول چوک سے گناہ ہو گئے اور انہوں نے توبہ کرلی تو ان کے حق میں شفاعت فرمائیں گے۔

اس دن سارے لوگ دو حصوں میں بٹ جائیں گے ایک ایمان والوں کا گروہ ہوگا دوسرا گروہ کافروں کا ہوگا۔جن لوگوں نے اللہ کا حکم مانا ہوگا، رسول کی پیروی کی ہوگی، اسلام کی تعلیمات پر عمل کیا ہوگا، اچھے کام کیے ہوں گے، بندوں کے حقوق ادا کیے ہوں گے اور گناہوں سے بچے ہوں گے۔اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہوگا۔ان کا نامۂ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔اللہ تعالیٰ ان کو انعام واکرام سے نوازے گا۔رہنے سہنے کے لئے جنت دے گا۔جس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔

اب رہے وہ لوگ جنہوں نے رسول کی بات نہ مانی ہوگی۔انہوں نے جن باتوں پر ایمان لانے کو کہا ہوگا، ان پر ایمان نہیں لائے ہوں گے۔ان کی پیروی نہیں کی ہوگی اللہ کی نافرمانی کی ہوگی۔اس کا حکم ماننے سے انکار کیا ہوگا، گناہ کئے ہوں گے، خود بھی بھٹکے ہوں گے اور دوسروں کو بھی راہ راست سے بھٹکایا ہوگا، کمزوروں پر ظلم کیا ہوگا، کسی کا حق دبایا ہوگا اور اللہ کی زمین میں فتنہ وفساد پھیلایا ہوگا۔ایسے ظالموں سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا اور ان کو سخت عذاب دے گا۔وہ جہنم میں ڈالے جائیں گے۔اس دن ان کو کوئی اللہ کی پکڑ سے نہیں بچا سکے گا۔

بھاگ نکلنے کی کوئی راہ نہ ہوگی۔کافروں کے لئے بڑا سخت دن ہوگا۔اپنے کیے پر نادم ہوں گے اور چاہیں گے کہ ان کو دنیا میں بھیج دیا جائے تا کہ اللہ کی فرماں برداری کر کے اس عذاب سے چھٹکارا پائیں۔لیکن اس دن عذاب سے نہیں بچ پائیں گے۔

جنت

جنت اللہ کے نیک بندوں کا ابدی ٹھکانا ہے۔ یہ نہایت خوبصورت مناظر والا باغ ہے۔جس کی خوبصورتی کو ان کے نیچے بہنے والی نہریں اور بھی دوبالا کر دیں گی۔ جنت میں دودھ اور شہد کی نہریں جاری ہوں گی، انواع واقسام کے پھل اور میوے ہوں گے۔طرح طرح کی نعمتیں ہوں گی۔جنتی جو چاہیں گے کھائیں گے اور جو چاہیں گے پییں گے۔خوبصورت اور قیمتی لباس ہوں گے۔دل پسند زیور ملیں گے۔ آرام کے لئے عالی شان محل اور کشادہ کوٹھیاں ہوں گی۔جن میں آرام دہ بستر لگے ہوں گے۔وہاں نہ کوئی بوڑھا ہوگا، نہ کوئی بیمار ہوگا اور نہ وہاں کوئی دکھ ہوگ۔آرام ہی آرام ہوگا۔یہ نعمتیں ہماری سوچ سے بھی اونچی ہوں گی۔خوشی کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔جنت میں مسلمان جو چاہیں گے پائیں گے۔سب سے بڑی بات یہ کہ یہ نعمتیں کبھی ختم نہ ہوں گی۔ یہ جنت ہمیشہ کے لئے ہوگی۔موت کا کوئی ڈر نہ ہوگا۔سب سے بڑا انعام جو جنتی کو ملے گا وہ اللہ کا دیدار ہوگا۔

دوزخ

دوزخ اللہ کی نافرمانی کرنے والے کافروں کا ٹھکانہ ہے۔دوزخ ان کو عذاب دینے کے لئے بنایا گیا ہے۔وہاں اتنا سخت عذاب ہوگا جس کو ہم ابھی سوچ بھی نہیں سکتے۔یہ آگ کا ایک گہرا گڑھا ہے۔ جس میں سانپ بچھو اور بڑے بڑے اژدہے ہوں گے۔دوزخیوں کا کھانا کانٹے دار کڑوے پتے ہوں گے۔ پینے کے لئے کھولتا ہوا پانی، خون اور بدبودار پیپ دی جائے گی۔جس کو جب جہنمی پییں گے تو منہ جھلس جائے گا۔دوزخی گھبرا کر موت کو پکاریں گے۔لیکن وہاں کسی کو بھی موت نہیں آئے گی۔جہنم بہت برا ٹھکانہ ہے۔اللہ ہم سب کو اسلام کی سیدھی راہ پر چلائے، جہنم کے عذاب سے بچائے اور دنیا وآخرت کی کامیابی عطا کرے۔آمین

سبق کا خلاصہ

۱۔ ایک دن یہ دنیا فنا ہو جائے گی۔
۲۔ مرنے کے بعد سارے لوگوں کو اللہ دوبارہ زندہ کرے گا۔
۳۔ میدان حشر میں سارے لوگوں کو جمع کیا جائے گا۔
۴۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک سے حساب لے گا، اچھے عمل کرنے والے کو اچھا بدلہ دے گا اور برے عمل کرنے والے کو برا بدلہ دے گا۔
۵۔ اس دن کوئی شخص اپنا چھوٹا سے چھوٹا عمل نہیں چھپا پائے گا۔
۶۔ صحیح فیصلہ ہوگا کسی پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔
۷۔ کوئی جھوٹ نہیں بول سکے گا، خود اس کے اعضاء و جوارح اس کے کیے ہوئے اعمال کو اللہ کے حکم سے بیان کریں گے۔
۸۔ اس دن نہ کوئی رشتہ ناتا کام آئے گا اور نہ کوئی دوستی کام آئے گی۔
۹۔ مومن اس دن کی پکڑ سے ڈرتے ہیں، اسی لیے وہ کسی برائی کے قریب نہیں جاتے۔
۱۰۔ ایمان والے ہمیشہ جنت میں رہیں گے، جنت میں نہ کوئی بیمار ہوگا نہ بوڑھا ہوگا۔
۱۱۔ کافر و مشرک جہنم کی آگ میں ہمیشہ جلتے رہیں گے۔ وہاں کسی کو موت نہیں آئے گی۔

اے ہمارے رب! ہمیں جہنم کے عذاب سے دور رکھ۔ (آمین)

مشق

(الف) جواب دیجیے:

۱۔ آخرت کسے کہتے ہیں؟
۲۔ کیا آخرت پر ایمان لانا ہمارے ایمان کا حصہ ہے؟
۳۔ آخرت کے بارے میں دوسرے لوگوں کا کیا کہنا ہے؟
۴۔ عقیدۂ آخرت پر ایمان لانے سے ہماری زندگی پر کیا اثرات پڑتے ہیں؟
۵۔ انسان کے اعمال کو لکھنے کے لئے کون فرشتے اس کے ساتھ ہوتے ہیں؟
۶۔ میدان حشر میں لوگوں کا کیا حال ہوگا؟
۷۔ آخرت کے دن لوگ کتنے گروہوں میں بٹ جائیں گے اور کیوں؟
۸۔ کن لوگوں کے نامۂ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے اور کیوں؟
۹۔ جہنم کن لوگوں کو ملے گی اور کیوں؟
۱۰۔ جنت میں کون سے لوگ داخل ہوں گے؟
۱۱۔ نیک لوگوں کو جنت میں کون کون سی نعمتیں ملیں گی؟
۱۲۔ جنت میں سب سے بڑا انعام کیا ہوگا؟

(ب) نیچے کے جملوں کو غور سے پڑھیں اور غلط جملوں کو صحیح کر کے تحریر کیجیے۔

- یہ دنیا کبھی فنا نہیں ہوگی۔
- میدان حشر میں سارے کافر کو جمع کیا جائے گا۔
- دوبارہ جی کر اٹھنے کو دنیا کہتے ہیں۔
- آخرت میں انسان اللہ کے سامنے اپنا جرم چھپا سکتا ہے۔
- توبہ کرنے والے کی توبہ اللہ آخرت میں قبول نہیں کرے گا اور جہنم میں ڈال دے گا۔
- اسرافیل علیہ السلام کے دوبارہ صور پھونکنے پر سارے انسان مر جائیں گے۔

- اسی دنیا میں صحیح فیصلہ ہوتا ہے اور کسی پر کوئی ظلم نہیں ہوتا۔
- مرنے کے بعد سارے انسانوں کو ایک میدان میں جمع کیا جائے گا۔ اس میدان کو میدان کربلا کہتے ہیں۔

(ج) نیچے کے جملوں کو غور سے پڑھ کر مناسب جوڑے ملایئے۔

- فدیہ .... غلطیوں کی معافی کی سفارش۔
- توبہ .... مال یا روپیہ جسے دے کر قیدی رہا ہو۔
- کافر .... صور پھونک نے والا فرشتہ۔
- اسرافیل .... گناہ پر پچھتاوے اور آئندہ نہ کرنے کے ارادے کے ساتھ اللہ سے معافی مانگنا۔
- شفاعت .... اللہ اور رسول کا انکار کرنے والا۔

(د) درج ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

سڑ گل جانا ....

مال دار ....

کیڑہ مکوڑہ ....

نامۂ اعمال ....

سفارشی ....

عدالت ....

انصاف ....

جرم ....

نافرمانی ....

مظلوم ....

فنا ....

رشتہ ناتا ....

موت ....

خوب صورت ....

(ہ) درج ذیل الفاظ میں واحد کی جمع اور جمع کی واحد لکھیے۔

عقائد، حصوں، کافر، تعلیمات، عمل، مناظر، کوٹھی، نعمتیں

(و) درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیے۔

خیر خواہ ....

فاسد ....

ظلم ....

مقتول ....

شفاعت ....

حق دار ....

عالی شان ....

سبق (۶)

آسمانی کتابیں

اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر بھیجنے سے پہلے ہی اس کو زندگی گزارنے کے لئے جن چیزوں کی ضرورت تھی وہ سب پیدا کردیں۔ساتھ ہی ان چیزوں کو استعمال کرنے اور انسانوں کے لئے ان کو مفید سے مفید تر بنانے اور ایک کامیاب زندگی گزارنے کے لئے ہدایت ورہنمائی کا انتظام بھی فرمایا۔اب جو آدمی بھی اس کے مطابق زندگی گزارے گا وہ دنیا میں بھی کامیاب ہوگا اور آخرت میں بھی نجات پائے گا۔اسی لئے اللہ نے انسانوں کو اس دھرتی پر بھیجتے ہوئے فرمایا: ”جو میری ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ بھٹکے گا نہ بدبختی میں مبتلا ہوگا۔“ اللہ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے انسانوں ہی میں سے بہت سارے انبیاء ورسل بھیجے۔جن میں سے بہت ساروں کو کتابیں اور صحیفے دیئے۔یہی کتابیں جو اللہ نے انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے اپنے رسولوں پر اتاریں۔انہیں کتابوں کو آسمانی کتابیں کہا جاتا ہے۔یہ سب اللہ کے کلام ہیں۔ان سب پر ایمان لانے کا حکم ہم سب کو دیا گیا ہے۔

ان آسمانی کتابوں میں سے چار کتابوں کا ذکر قرآن میں آیا ہے ۔ اس لئے ہم ان چاروں کتابوں پر ان کے ناموں کے ساتھ ایمان لاتے ہیں ۔ باقی جو کتابیں اللہ کی طرف سے نازل ہوئیں ہم ان پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔جن چار کتابوں کا ذکر قرآن میں آیا ہے وہ ہیں:

توریت

زبور

انجیل

قرآن

توریت: توریت عبرانی لفظ ہے۔اس کی اصل ''تورا'' ہے،جس کے معنی قانون،شریعت اور تعلیم کے آتے ہیں۔ یہ وہ کتاب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بنی اسرائیل کی ہدایت و رہنمائی کے لئے نازل فرمائی تھی اور جو تختیوں پر لکھی ہوئی تھی۔ یہودیوں کے نزدیک توریت سے مراد وہ اسفار خمسہ ہیں جنہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے لکھا تھا۔قرآن مجید میں توریت کا ذکر ۱۸ مقامات پر آیا ہے۔دس مقامات پر صرف توریت کا ذکر ہے اور آٹھ مقامات پر انجیل کے ساتھ ذکر ہے۔قرآن میں بعض مقامات پر توریت کے لیے نور، ہدیٰ،ضیاء،فرقان اور ذکر کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے۔

توریت جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اپنی اصل شکل میں موجود نہیں ہے۔ یہودیوں نے اس میں بہت ساری لفظی اور معنوی تحریف کردی ہے۔لیکن پھر بھی اس میں وحی الٰہی کا کچھ حصہ موجود ہے۔

یہودی توریت کو اپنا دستور حیات مانتے ہیں۔وہ مانتے ہیں کہ یہی کتاب قیامت تک ان کی رہنمائی کرسکتی ہے۔وہ اس کو قانون وشریعت کی کتاب مانتے ہیں۔جس پر عمل کرنا ہر اسرائیلی پر فرض ہے۔

زبور: زبور کے لغوی معنوں میں سے ایک پارے اور ٹکڑے کے ہیں۔قرآن کے مطابق یہ کتاب اللہ نے اپنے رسول حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل فرمائی ۔لیکن اس نام سے ابھی کوئی کتاب موجود نہیں ہے۔ یہودی اس سے مراد حمدوں اور ترانوں کے اس مجموعہ کو لیتے ہیں جو وہ اپنے تہواروں اور جشن کے مواقع پر موسیقی پر گاتے ہیں۔ان کے مطابق زبور ۱۵۰ مزامیر پر مشتمل ہے۔ان میں سے ۷۳ حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں،رقم ۹۰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ان کے علاوہ کچھ حضرت سلیمان علیہ السلام، کچھ دوسرے لوگوں کی طرف منسوب ہیں اور کچھ کے مؤلفین کا نام معلوم نہیں ہے۔

مسیحیت میں زبور کے مزامیر کو داؤد کا گیت سمجھا جاتا ہے جو انہوں نے خدا کی شان میں بنائے۔ یہ عہد نامہ قدیم کا حصہ ہیں اور اکثر مواقع پر پڑھے جاتے ہیں۔ان کے عقیدہ کے مطابق ان کو خدا کی قدرت سے حضرت داؤد علیہ السلام نے خود بنایا۔

انجیل: انجیل یونانی زبان کا لفظ ہے جو بشارت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔انجیل کو بشارت اسی لئے کہا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت دی۔ انجیل اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو اس پر عمل کرنے کی دعوت دیتے

عیسائیوں کے پاس اس انجیل کا کوئی نام ونشان نہیں پایا جاتا۔ بلکہ اس وقت دنیا میں جو چار انجیلیں موجود ہیں۔ وہ ان کے چار شاگردوں نے لکھی ہیں اور یہ انہیں کے نام سے منسوب ہیں۔ متی کی انجیل، مرقس کی انجیل، لوقا کی انجیل اور یوحنا کی انجیل۔ یہ انجیلیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش، ان کی سیرت، ان کے مواعظ و امثال، دعوتی خطبے، یہودیوں سے مجادلے اور ان کی تعلیمات پر مشتمل ہیں۔ اسی طرح ان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گرفتاری، عدالتی کارروائی، آسمان پر اٹھایا جانا اور اسی طرح کے دوسرے متعلقہ واقعات بھی بیان کیے گئے ہیں۔

قرآن مجید: جب پچھلی امتوں نے ان کی ہدایت کے لیے نازل کردہ کتابوں کو ضائع کر دیا یا اور ان میں تحریف کر دی۔ دنیا گمراہی کے گڑھے میں بھٹکنے لگی۔ ہر طرف شر وفساد پھیل گیا تو اللہ نے ساری دنیا کی ہدایت ورہنمائی کے لیے اپنا آخری ہدایت نامہ اپنے آخری رسول حضرت محمد ﷺ پر نازل فرمایا۔

قرآن مجید سارے انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لیے اللہ کا آخری اور مکمل ہدایت نامہ ہے۔ جسے اللہ کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کے ذریعے اتارا گیا۔ یہ وحی اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام لاتے تھے۔ پورا قرآن کل تئیس سالوں میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا۔ جیسے جیسے قرآن مجید کی آیات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوتیں۔ آپ ﷺ انہیں لکھوا کر محفوظ کر لیتے۔ لوگوں کو سناتے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کی تعلیم دیتے اور ان آیات کے مطالب ومعانی سمجھاتے۔ کچھ صحابہ کرام تو ان آیات کو وہیں یاد کر لیتے اور کچھ لکھ کر محفوظ کر لیتے۔

قرآن ہر قسم کی تحریف سے پاک ہے۔ کیونکہ یہ آخری ہدایت کی کتاب ہے اور اس کو قیامت تک ہدایت ورہنمائی کے لیے نازل کیا گیا ہے۔ اسی لیے خود اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ قرآن میں آج تک کوئی کمی بیشی نہیں ہوسکی اور نہ ہوسکتی ہے۔ پوری دنیا میں کروڑوں کی تعداد میں چھپنے کے باوجود اس کا متن ایک جیسا ہے اور اس کی تلاوت عبادت ہے۔ یہ اللہ کا کلام اور بہت بڑا معجزہ ہے۔ کوئی انسان اس جیسا کلام نہیں پیش کر سکتا ہے۔ اس نے اپنے زمانہ نزول ہی میں چیلنج کیا تھا کہ اگر کسی کو شک ہے کہ یہ اللہ کا کلام نہیں ہے۔ بلکہ انسان یا جنات کا کلام ہے تو سب مل کر اس جیسا یا اس کی ایک سورہ کے برابر ہی کلام پیش کریں۔ دنیا آج تک عاجز ہے اور کبھی پیش نہیں کر سکتی۔

قرآن کا نزول رمضان المبارک کے مہینہ میں شروع ہوا۔اس میں کل ۱۱۴سورتیں ہیں۔ان میں سے ۸۷رسول اللہ ﷺ کے مکہ میں قیام کے زمانے میں نازل ہوئیں۔ان کو مکی سورتیں کہا جاتا ہے۔۲۷ سورتیں ان دنوں میں نازل ہوئیں جب آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہاں سکونت اختیار کر لی۔یہ سورتیں مدنی سورتیں کہلاتی ہیں۔

قرآن دنیا کے ہر معاملہ میں اور انسان کو اپنی زندگی گزارنے کے ہر پہلو و گوشے میں سیدھی، سچی اور مکمل رہنمائی کرتا ہے۔جو اس کی ہدایت پر عمل کرے گا وہ دنیا میں کامیاب ہوگا اور آخرت میں نجات پائیگا۔اس کی تعلیمات پر عمل کیا جائے تو زمین پر عدل و انصاف کا نظام قائم ہوگا اور دنیا امن و سکون کا گہوارہ بن جائیگی۔دنیا سے شر و فساد مٹ جائے گا۔اعلیٰ اخلاقی قدریں قائم ہوں گی۔

اسی لیے قرآن کا اس پر ایمان لانے والوں پر حق ہے کہ: وہ اس پر سچے دل سے ایمان لائیں اور اس کی تلاوت کریں۔اس کے معنی و مفہوم کو سمجھیں۔اس کی تعلیمات پر مکمل عمل کریں۔اس نے جس کام سے روکا ہے اس سے رک جائیں اور جو کام کرنے کہا ہے وہ کریں۔اپنے انفرادی و اجتماعی سارے کام اسی کے مطابق کریں۔اس کے پیغام کو سارے انسانوں تک پہنچانے کی کوشش کریں۔

مشق

(الف) جواب دیجیے:

(۱) اللہ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے کیا انتظام کیا؟

(۲) آسمانی کتابیں کسے کہتے ہیں؟

(۳) قرآن مجید میں کتنی آسمانی کتابوں کو ذکر ہے اور وہ کون کون ہیں؟

(۴) توریت کی اصل اور اس کا معنی کیا ہے؟

(۵) توریت کس نبی پر نازل ہوئی اور وہ کس چیز پر لکھی ہوئی تھی؟

(۶) توریت سے یہودی کیا مراد لیتے ہیں؟

(۷) زبور کے بارے میں آپ جو کچھ جانتے ہیں۔پانچ سطروں میں لکھیے۔

(۸) انجیل کس زبان کا لفظ ہے اور اس کو بشارت کیوں کہا گیا ہے؟
(۹) انجیل کی موجودہ صورت حال کیا ہے؟
(۱۰) قرآن میں کل کتنی سورتیں ہیں اور یہ کتنے سالوں میں نازل ہوا؟
(۱۱) قرآن کے اپنے ماننے والوں پر کیا حقوق ہیں؟

(ب) نیچے کے جملوں کو غور سے پڑھ کر مناسب جوڑے ملائیے۔

زبور	حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا۔
انجیل	حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔
توریت	حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔
قرآن	حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔
آسمانی کتابیں	بدل دینا
تحریف	اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے اپنے رسولوں پر نازل فرمایا۔

(ج) مناسب لفظوں سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے۔

قرآن...... کے ہر معاملہ میں اور انسان کو اپنی............ گزارنے کے ہر پہلو اور گوشے میں......، سچی اور مکمل............ کرتا ہے۔ جو اس کی............ پر عمل کرے گا وہ دنیا میں............ ہوگا اور اور آخرت میں............ پائیگا۔ اس کی تعلیمات پر عمل کیا جائے تو زمین پر.................. کا نظام قائم ہوگا اور دنیا امن وسکون کا............ بن جائیگی۔ دنیا سے............ مٹ جائیگا۔ اعلی اخلاقی قدریں...... ہوں گی۔

(د) نیچے کے جملوں کو غور سے پڑھیے اور غلط جملوں کو صحیح کر کے لکھیے۔

- قرآن ہر قسم کی تحریف سے پاک نہیں ہے۔
- خود رسول اللہ ﷺ نے قرآن کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔
- قرآن حضرت جبرئیل علیہ السلام کلام اور بہت بڑا معجزہ ہے۔
- قرآن کا نزول شعبان کے مہینہ میں شروع ہوا۔
- مکی سورتیں ۲۷ اور مدنی سورتیں ۸۷ ہیں۔

- قرآن صرف مسلمانوں کی ہدایت کے لیے نازل ہوا ہے۔
- سارے رسول فرشتے تھے۔
- مسلمان ساری آسمانی کتابوں پر ایمان نہیں رکھتے۔
- زبور کل ۱۷۱ مزامیر پر مشتمل ہے۔
- کل پانچ آسمانی کتابوں کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔

(ہ) عملی تربیت کے لیے مندرجہ ذیل کام کیجیے۔

(۱) اساتذہ کی نگرانی میں قرآن کی اہمیت پر چھوٹے چھوٹے جملے، اشعار وغیرہ لکھی تختیاں ہاتھوں میں لیکر بچے بچیاں قطار میں مدرسہ کے آس پاس محلے اور گاؤں کا چکر لگائیں۔

(۲) قرآن کی تلاوت، اسے سمجھ کر پڑھنے، اس پر عمل کرنے اور اس کے پیغام کو عام لوگوں تک پہنچانے سے متعلق سوالات اساتذہ ترتیب دیکر بچوں کو دیں، تاکہ ان کے جوابات وہ اپنے والدین، رشتہ دار، پڑوسی اور امام مسجد سے معلوم کر کے اس کی رپورٹ بنائیں۔

سبق (۷)

فرشتوں پر ایمان

ایک مؤمن کو جن باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ان میں سے فرشتوں پر ایمان لانا بھی ہے۔فرشتوں کے بارے میں لوگوں کے طرح طرح کے خیالات ہیں۔ جو سارے کے سارے وہم وگمان پرمبنی ہیں۔کوئی ان کواللہ کی بیٹیاں کہتا ہے، کچھ لوگ دیوی دیوتامان کران کی پوجا کرتے ہیں اور کوئی انہیں پانی برسانے، ہوا چلانے اور دوسرے کاموں کے اختیارات کا مالک مان کران کوخوش کرنے کے لئے نذر ونیاز کرتا ہے۔ایک مسلمان کوفرشتوں کے بارے میں صرف انہیں باتوں پر ایمان رکھنا چاہئے جو اللہ کی کتاب قرآن میں ہے۔

اس دنیا کا بنانے والا اور چلانے والا وہی ایک اللہ ہے۔اس نے کسی کی مدد کے بغیر خود ساری چیزیں پیدا کیں۔وہ ان کا حاکم ہے۔اس کائنات کے نظم وانصرام اور مختلف کاموں کی انجام دہی کے لئے اللہ تعالٰی نے بہت سے فرشتے پیدا کئے۔یہ فرشتے اللہ کی مخلوق ہیں۔ان کواللہ نے نور سے پیدا کیا ہے۔ان کے اندر اللہ نے گناہ کی طاقت نہیں رکھی ہے۔یہ گناہ کرہی نہیں سکتے۔یہ رات دن اللہ کے تفویض کردہ کاموں میں اور اللہ کے ذکر میں لگے رہتے ہیں۔یہ کبھی نافرمانی نہیں کرتے۔اللہ جوحکم دیتا ہے اس کو بجالاتے ہیں اور جن کاموں پر ان کومقرر کیا گیا ہے۔ان کاموں میں لگے رہتے ہیں۔جس کام کا اللہ نے انہیں حکم دیا ہے وہی وہ کر سکتے ہیں۔اس کے علاوہ اپنے اختیار سے کچھ بھی نہیں کر سکتے۔اللہ کے حکم کے بغیر ایک ذرہ بھی نہیں ہلا سکتے۔یہ اللہ کی اپنی مرضی اور منشا ہے کہ وہ زمین وآسمان کے انتظام وتدبیر ان کے ذریعہ کراتا ہے۔ ورنہ اللہ کوکوئی حاجت نہیں کہ وہ اپنا کام فرشتوں سے لے۔اللہ کوخود کوئی کام کرتے دیر نہیں لگتی۔وہ کہے گا ہوجا اور وہ کام ہو جائے گا۔وہ بنا بادل کے پانی برسا سکتا ہے، بنا پانی کے درخت اور پودے اگا سکتا ہے۔یعنی اس کواسباب و سائل کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔لیکن اس نے چاہا کہ فرشتوں کو پیدا کرے اوران کے ذمہ یہ کام لگائے۔

یہ سمجھنا کہ فرشتوں کے پاس اپنی کوئی طاقت ہے، اپنا کوئی اختیار ہے یا وہ جو چاہے کرسکتا ہے۔ بالکل غلط ہے۔وہ تو بالکل مجبور اور بے اختیار ہیں۔سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔فرشتوں کی کیا مجال کہ وہ اللہ کے کام میں دخل دیں یا اس کی مرضی کے خلاف کچھ کریں۔فرشتے

ہمیں نظر نہیں آتے الا یہ کہ اللہ کے حکم سے جس سے جب جس شکل میں ملنا چاہیں وہ مل سکتے ہیں۔ ہماری جان بھی ہم سے اوجھل ہے۔ اسی طرح فرشتے بھی ہمیں نظر نہیں آتے ہیں۔ وہ بھی ہماری آنکھ سے اوجھل ہیں۔ رسولوں اور نبیوں نے بتایا فرشتے ہوتے ہیں، اسی لئے ہم ان پر ایمان لاتے ہیں۔ یہ ہماری طرح عورت مرد نہیں ہوتے، نہ کھاتے پیتے ہیں اور نہ اونگھتے ہیں۔ بس اللہ کا ذکر ان کی غذا ہے۔ وہ رات دن اللہ کا ذکر و تسبیح کرتے رہتے ہیں۔ ساتھ ہی جس کے ذمہ جو کام دیا گیا ہے پوری ایمانداری کے ساتھ وہ اس کو کرتا ہے۔

خلاصۂ کلام

۱۔ فرشتے اللہ کی مخلوق ہیں۔ یہ خدائی میں اللہ کی شریک نہیں ہیں اور نہ یہ اللہ کی اولاد ہیں۔ اللہ ہی نے ان کو بنایا ہے۔ ہر وقت اللہ کی عبادت کرنا، اسی کی تسبیح کرنا، اسی کی حمد وثنا بیان کرنا اور اس کے حکموں پر چلنا اس کا کام ہے۔

۲۔ یہ بہت ہی فرماں بردار پیدا کئے گئے ہیں۔ یہ کبھی نافرمانی نہیں کرتے اور نہ کر سکتے ہیں۔ اللہ کے حکم کے خلاف رتی بھر کچھ نہیں کرتے۔ اللہ کے حکم کو ٹالنے کی بات ہی نہیں پیدا ہوتی۔

۳۔ یہ بے اختیار ہیں۔ جس کام پر اللہ نے ان کو مقرر کر دیا ہے۔ اسی کو کرنے کی اس کو طاقت دی ہے۔ وہی وہ کر سکتے ہیں۔ اس کا اپنا نہ کوئی اختیار ہے نہ کوئی طاقت۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام جانداروں کی جان نکالنے پر مقرر ہیں۔ لیکن انسان کی جان تو کیا ایک مچھر کی جان بھی اپنے اختیار اور مرضی سے نہیں نکال سکتے۔ ہر جاندار کی موت کا وقت متعین ہے۔ اللہ کے حکم سے اس مقرر وقت پر وہ اس کی جان نکالتے ہیں۔ نہ ایک سیکنڈ دیر کرتے ہیں اور نہ ایک سیکنڈ پہلے نکالتے ہیں۔

۴۔ یہ نہ مرد ہیں اور نہ عورت، نہ کھاتے پیتے ہیں اور نہ سوتے ہیں۔ بس اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ نور سے پیدا ہوئے ہیں اور ہمیں نظر نہیں آتے۔ رسولوں نے بتایا ہے۔ اسی لیے ہم ان پر ایمان رکھتے ہیں۔

۵۔ یہ امانت دار ہیں جو کام ان کے سپرد کیا گیا ہے اور کیا جاتا ہے پوری امانت داری سے کرتے ہیں۔ وحی کے کام پر حضرت جبرئیل علیہ السلام مقرر ہیں۔ وہ پوری امانت داری سے اللہ کا پیغام رسولوں تک پہنچاتے رہے۔ انہوں نے ہی قرآن ٹھیک ٹھیک بغیر کسی کمی بیشی کے اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا۔

۶۔ دنیا کا انتظام چلانے کے لئے اللہ نے ان کو دنیا کے مختلف کاموں کا ذمہ دے رکھا ہے۔ وہ کسی طرح کی تساہلی کے بغیر مفوضہ کام کو انجام دیتے ہیں۔

۷۔ فرشتے مختلف کاموں کے لئے مقرر ہیں۔

فرشتوں کے کام

اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس نے کس فرشتے کو کیا کام لگا رکھا ہے۔ لیکن قرآن اور پیارے نبی ﷺ کے فرامین سے ہمیں جو مختلف فرشتوں کے ذمہ لگائے گئے کام معلوم ہوتے ہیں ان کو ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔

۱۔ رسولوں اور نبیوں کے پاس اللہ کا پیغام لانا۔ اس کام پر حضرت جبرئیل علیہ السلام مقرر ہیں۔

۲۔ جانداروں کی جان نکالنا، اس کام پر حضرت عزرائیل علیہ السلام مقرر ہیں۔

۳۔ جانداروں تک روزی پہنچانا، اس کام پر حضرت میکائیل علیہ السلام مقرر ہیں۔

۴۔ صور پھونکنا، اس کام پر حضرت اسرافیل علیہ السلام مقرر ہیں۔ یہ منہ میں صور لئے کان لگائے کھڑے اللہ کے حکم کا انتظار کر رہے ہیں۔ حکم ملتے ہی صور پھونکیں گے۔ صور کی آواز بہت ہی تیز اور ڈراؤنی ہوگی۔ پہلی مرتبہ صور پھونکیں گے تو سارے انسان اور جاندار مر مٹ کر ختم ہو جائیں گے۔ دوسری مرتبہ میں سارے انسان جی اٹھیں گے اور ان کا حساب کتاب لیا جائے گا۔

۵۔ قبر میں مردوں سے سوال جواب کرنا، اس کام پر منکر اور نکیر مقرر ہیں۔

۶۔ انسانوں کے اعمال لکھنا، اس کام پر کراماً کاتبین مقرر ہیں، انسان جو کچھ بولتا ہے اور کرتا ہے، یہ اس کو لکھ لیتے ہیں۔ یہ ہر انسان کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ یہ سارا ریکارڈ قیامت کے دن اللہ کے حضور پیش کریں گے۔

۷۔ جنت کے کام کا ذمہ جس فرشتہ کو ہے وہ رضوان ہیں

۸۔ جہنم کی رکھوالی اور اس کا انتظام کرنا، یہ مالک نامی فرشتے کے ذمہ ہے۔

۹۔ بہت سارے فرشتے نیک مجلسوں میں اور ذکر کی مجلسوں میں شریک ہوتے ہیں، خود بھی ذکر و تسبیح کرتے ہیں اور مسلمانوں کے لئے استغفار بھی کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ لاکھوں فرشتے اللہ کی عبادت میں لگے ہوئے ہیں اور ان کاموں کو انجام دیتے ہیں جو ان کے ذمہ اللہ لگاتا ہے۔

مشق

(الف) جواب دیجیے:

۱۔ فرشتوں کے بارے کیا کیا خیالات پائے جاتے ہیں؟
۲۔ ایک مسلمان کو فرشتوں کے بارے میں کن باتوں پر ایمان رکھنا چاہیئے؟
۳۔ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے کس چیز سے پیدا کیا؟
۴۔ کیا فرشتے جو چاہیں کر سکتے ہیں؟
۵۔ فرشتے مرد ہوتے ہیں یا عورت ہوتے ہیں؟
۶۔ فرشتوں کی غذا کیا ہے؟
۷۔ فرشتوں کے بارے میں ہمیں کس نے بتایا؟
۸۔ جانداروں کی جان نکالنا کس فرشتے کا کام ہے؟
۹۔ رسولوں کے پاس وحی لیکر کون آتے تھے؟
۱۰۔ پہلی بار صور پھونکا جائیگا تو کیا ہوگا اور دوسری بار صور پھونکا جائیگا تو کیا ہوگا؟

(ب) ذیل میں جن فرشتوں کے نام ہیں۔ ان کے کام لکھیے۔

☆ حضرت اسرافیل علیہ السلام
☆ حضرت میکائیل علیہ السلام
☆ کراما کاتبین
☆ منکر نکیر
☆ رضوان
☆ مالک

(ج) مندرجہ ذیل جملوں کو غور سے پڑھیے اور ان کو صحیح کر کے لکھیے۔

♦ فرشتوں کی اپنی طاقت ہے۔ وہ کسی کا کہا نہیں مانتے۔
♦ فرشتے خدائی میں اللہ کے شریک ہیں۔

- فرشتے بارہ بجے رات میں نظر آتے ہیں۔
- فرشتے صرف جمعہ کے دن سوتے ہیں۔
- کافروں کے موت کا دن متعین نہیں ہے۔

(د) مناسب الفاظ سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے۔

بہت سارے فرشتے .... مجلسوں میں اور ذکر کی .... میں شریک ہوتے ہیں، خود بھی .... کرتے ہیں اور مسلمانوں کے لئے .... بھی کرتے ہیں۔ان کے علاوہ لاکھوں فرشتے اللہ کی .... میں لگے ہوئے ہیں اور ان کاموں کو .... دیتے ہیں جوان کے ذمہ ...... لگا تا ہے۔

(ہ) فرشتوں کے بارے میں اپنے استاد سے معلوم کر کے ایک صفحہ کا مضموں تیار کریں۔

سبق(۸)

زکوٰۃ

دین اسلام انسانوں کے لئے اللہ کا دیا ہوا مکمل دین ہے۔ جو انسانوں کی بھلائی اور نجات کے لئے اللہ نے دیا ہے۔ یہ عدل و انصاف اور خیر خواہی کا دین ہے۔ اس میں مال کمانا معیوب نہیں ہے بشرطیکہ وہ کسی کا حق مار کر نہ کمایا گیا ہو۔ بلکہ اللہ نے اس سلسلے میں جو حکم دیا ہے اور جو ہدایت دی ہے اس کی روشنی میں کمایا گیا ہو۔ لیکن اسلام میں یہ سخت ناپسندیدہ ہے کہ مال کچھ ہی لوگوں کے ہاتھوں میں ہو ،غریب اور محتاج کا استحصال ہو۔ اسلام تعلیم دیتا ہے کہ محتاجوں ، یتیموں ، بیواؤں اور غریبوں کی مدد کی جائے۔ اسی لئے مال داروں کو ان پر خرچ کرنے کی تعلیم دی ہے۔ مال دار پر اپنی کمائی اور مال میں سے ایک متعینہ رقم نکال کر محتاجوں پر خرچ کرنا ضروری اور فرض کیا ہے۔ جس کو زکوٰۃ کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی مال خرچ کرنے کی ترغیب اللہ نے دی ہے جس کو صدقہ کہتے ہیں۔

اسلام کے پانچ ارکان میں شہادت اور نماز کے بعد تیسرا رکن زکوٰۃ ہے۔ یہ مال داروں پر فرض ہے جو یہ احساس دلاتا ہے کہ انسان کا مال اس کا نہیں ہے۔ بلکہ اللہ کا ہے۔ اسی لئے انسان اللہ کے حکم کے مطابق کمائے بھی اور خرچ بھی کرے۔ شہادت ،نماز اور روزہ بدنی عبادتیں ہیں اور یہ ہر مسلمان پر فرض ہیں۔ جبکہ زکوٰۃ مالی عبادت ہے اور حج بدنی اور مالی دونوں عبادت ہے۔ یہ مال دار پر فرض ہے۔

اللہ کی کتاب قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ ہدایت انہیں لوگوں کو ملتی ہے جو نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جن کو ہدایت مل گئی ہے وہی کامیاب ہیں۔ قرآن مجید میں تقریباً ۸۲ جگہوں پر زکوٰۃ کی تاکید کی گئی ہے۔ ان میں سے بتیس جگہوں میں نماز کے ساتھ اس کا ذکر آیا ہے۔ زکوٰۃ کو اسلام اور ایمان کی علامت کہا گیا ہے۔ جبکہ اس کو ادا نہ کرنا مشرکوں اور منافقوں کی پہچان بتایا گیا ہے۔ اس کو ادا کرنے والوں کو جنت میں ہر طرح کی نعمتیں ملیں گی۔ زکوٰۃ نہ ادا کرنے والوں کو ایسا دردناک عذاب دیا جائے گا

کہ اس کو سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔انہیں ایک دردناک عذاب کی خوش خبری سنا دو کہ ان کا جمع کیا ہوا سونا چاندی اس دن آگ میں تپایا جائے گا اور اس سے ان لوگوں کی پیشانیوں ، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا۔کہا جائیگا یہ وہی سونا چاندی ہے جو تم نے جمع کیا تھا اب اس جمع کیے ہوئے کا مزہ چکھو! یہ سزا تو قرآن میں ہے حدیث میں بھی بہت ہی سخت سزا سنائی گئی ہے۔ پیارے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جن لوگوں کو اللہ نے مال دیا اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے قیامت کے دن ان کا یہ مال ایک بہت ہی زہریلے سانپ کی شکل میں سامنے آئے گا، وہ ان کی گردن میں لپٹ جائے گا اور ان کے جبڑوں کو نوچ نوچ کر کہے گا ''میں تمہارا جمع کیا ہوا مال ہوں میں تمہارا خزانہ ہوں۔'' اللہ کی پناہ یہ کیسی دردناک سزا ہے۔کون بد بخت ہوگا جو اس سزا کو سن کر بھی زکوٰۃ ادا نہ کریگا۔

خلیفۂ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں کچھ لوگوں نے زکوۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا۔تو انہوں نے ان سے جہاد کا اعلان کر دیا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ رضی اللہ عنہ کیسے ان سے جہاد کر سکتے ہیں؟ یہ لوگ تو کلمہ پڑھتے ہیں۔اس کے جواب میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا میں اس کے خلاف جہاد کروں گا۔اللہ کی قسم اگر وہ اونٹ کی رسی بھی روکیں گے تو میں ان کے خلاف جہاد کروں گا۔'' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کی اس بات سے مطمئن ہو گئے۔اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔

زکوٰۃ دینے میں ہمارے لئے دین و دنیا کی بھلائی ہے۔زکوٰۃ دینے سے ہمارا مال پاک ہو جاتا ہے۔ہمارے دل میں مال کی محبت کم ہوتی ہے۔ ہمارے نفس کا تزکیہ ہوتا ہے۔ ہمارے اندر انسان دوستی اور ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔ ہمارے غریب بھائی بہنوں کی مدد ہوتی ہے۔ مال ٹھیک ٹھیک تقسیم ہو جاتا ہے۔امیر و غریب اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔آپسی محبت اور احترام میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ کچھ لوگ تو خزانے جمع کر کے داد عیش دیں اور کچھ لوگ دانہ دانہ کو ترسیں۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حال تو یہ تھا کہ وہ اپنی ضرورت سے زیادہ مال اپنے پاس نہیں رکھتے تھے۔غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جہاں کچھ لوگوں کو جمع دیکھتے زکوٰۃ پر ضرور وعظ و نصیحت کرتے۔

زکوٰۃ کے معنی

سونا، چاندی، مال تجارت اور جانوروں کی متعینہ مقدار پر اگر ایک سال گذر جائے اس میں سے شریعت کی متعین کردہ مقدار نکالنا اور اس کے لئے طے کردہ مدوں پر خرچ کرنا زکوٰۃ ہے۔ کھیتی کی پیداوار میں سے جو متعینہ مقدار نکالی جائے گی اس کو عشر کہتے ہیں۔ زکوٰۃ فرض ہونے کے لیے مندرجہ ذیل چھ شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے

۱۔ مسلمان ہونا۔
۲۔ عاقل ہونا کسی دیوانے اور پاگل پر زکوٰۃ نہیں ہے۔
۳۔ بالغ ہونا۔
۴۔ صاحب نصاب ہونا۔
۵۔ پورے سال کا گذرنا، یعنی مال واسباب اور چاندی سونا ایک سال تک مسلمان کے پاس رہا ہو۔
۶۔ بنیادی ضرورت سے زائد ہونا، کھانا، کپڑا، رہنے کا مکان اور پیشے کے اوزار یہ سب بنیادی ضرورتیں ہیں۔

نصاب

مال واسباب، جانور اور سونا چاندی کی وہ مقرر مقدار جس پر سال گذرنے سے زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے۔ اس کو نصاب کہتے ہیں۔ سونا، چاندی اور جانوروں کا نصاب الگ الگ ہے۔

چاندی اور سونے کا نصاب

اگر کسی کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی ہو اور اس پر سال گذر جائے تو چالیسواں حصہ زکوٰۃ دینا فرض۔ اس کو ادا کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اس کی قیمت لگائی جائے اور ڈھائی روپیہ سیکڑہ یعنی سو روپیے میں ڈھائی روپیے زکوٰۃ ادا کر دی جائے۔ سکوں اور نوٹوں کے نصاب کا اندازہ بھی سونے چاندی سے کیا جائے گا۔ جتنی قیمت میں ساڑھے باون تولہ چاندی ملتی ہے اتنے روپیے اگر کسی کے پاس ہوں اور سال گذر جائے تو زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔

سونے اور چاندی کے زیور میں بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ایک بار رسولﷺ کے پاس دوعورتیں ہاتھوں میں کنگن پہنے ہوئے آئیں۔آپﷺ نے پوچھا اس کی زکوٰۃ بھی دیتی ہو؟ بولیں نہیں تو آپﷺ نے فرمایا:''اس کی زکوٰۃ بھی دیا کرو۔''

تجارت کے سامان پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔اگر تجارت کے سامان کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی ہو اور سال بھر تک اتنی قیمت کا سامان موجود رہا ہو تو زکوٰۃ دینی چاہئے۔دوسری رائے ہے کہ اگر سال کے شروع اور اخیر میں حد نصاب مال ہو تو زکوٰۃ فرض ہے۔

جانوروں کا نصاب

اگر کسی کے پاس چالیس بھیڑ یا بکریاں ہوں تو ایک بھیڑ یا ایک بکری زکوٰۃ میں دی جائے گی۔ایک سو بیس تک ایک ہی بھیڑ یا بکری دینی ہوگی۔ایک سو اکیس سے دو سو تک دو بھیڑیں یا دو بکریاں، دو سو ایک سے تین سو ننانوے تک تین بکریاں یا بھیڑیں اور چار سو میں چار بکریاں یا چار بھیڑیں۔پھر چار سو سے زیادہ میں ہر سو میں ایک بھیڑ یا بکری بڑھتی جائے گی۔گائے بھینس اگر تیس ہوں تو ایک سال کا ایک بچہ دینا ہوگا اور جب چالیس ہو جائیں تو پورے دو سال کا بچہ دینا ہوگا۔یہ تعداد ساٹھ ہو جانے پر تیس کے دو نصاب ہو جائیں گے۔ایک سال کے دو بچے دینے ہوں گے۔پھر ساٹھ سے زیادہ میں ہر تیس پر ایک سال کا بچہ دینا ہوگا اور ہر چالیس پر دو سال کا ایک بچہ دینا ہوگا۔اونٹ اگر کسی کے پاس پانچ ہوں تو ایک بکری، دس ہوں تو دو بکریاں پندرہ ہوں تو تین، بیس ہوں تو چار بکریاں اور پچیس ہو جائیں تو ایک سال کا ایک اونٹ کا بچہ زکوٰۃ میں دینا ہوگا۔

عشر

عشر ہر مسلمان پر فرض ہے اس میں عاقل، بالغ اور سال گذر جانے کی قید نہیں۔بلکہ نصاب کی بھی شرط نہیں ہے۔مگر امام شافعی رحمۃ اللہ نصاب کے قائل ہیں۔اگر پیداوار بارش کے پانی سے بغیر آب پاشی کے ہوئی ہو تو کل پیداوار کا دسواں حصہ دینا ہوگا اور اگر آب پاشی کے ذریعہ سینچائی کی گئی ہو تو کل پیداوار کا بیسواں حصہ دیا جائے گا۔

زکوٰۃ کن لوگوں کو دی جائے؟

زکوٰۃ کے مصارف آٹھ ہیں جن کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

۱۔ فقیر: جس کا کوئی ذریعۂ آمدنی تو ہو مگر اس سے اس کی ضرورتیں پوری نہ ہوتی ہوں۔

۲۔ مسکین: جس کے پاس کھانے کو نہ ہو اور نہ وہ کما سکتا ہو، یتیم اور بیوائیں اس میں شامل ہیں۔

۳۔ عامل: وہ لوگ جو زکوٰۃ کی وصولی اور اس کے حساب و کتاب وغیرہ کا کام دیکھتے ہیں۔

۴۔ مؤلفۃ القلوب: ضرورتمند غیر مسلم تا کہ ان پر اسلام کی خوبی واضح ہو جائے۔

۵۔ الرقاب: غلام کو آزاد کرنے یا جنگی قیدی کو چھوڑوانے کے لئے۔

۶۔ غارم: قرض دار جو اپنا قرض ادا نہ کر سکتے ہوں۔ ان کو قرض ادا کرنے کے لیے زکوٰۃ کی رقم دی جا سکتی ہے۔

۷۔ فی سبیل اللہ: جہاد یعنی اعلاء کلمۃ اللہ اور تبلیغ دین کے لئے اور دین کا کام کرنے والوں کے لئے۔

۸۔ ابن السبیل: یعنی مسافر

زکوٰۃ بیت المال میں جمع کرنی چاہئے اور پھر بیت المال سے ان آٹھ قسم کے لوگوں پر خرچ کرنا چاہئے۔ اگر بیت المال نہ ہو تو اس کو قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جب تک بیت المال قائم نہ ہو جائے تب تک خود ہی ان لوگوں کو دینا چاہئے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی قمری مہینے سے کرنی چاہیئے۔ اس کی ادائیگی کے وقت نیت کر لینی چاہیئے۔ جس کو زکوۃ دی جا رہی ہو اس کو بتانا ضروری نہیں ہے۔

مشق

(الف) جواب دیجئے۔

۱۔ زکوٰۃ کس کو کہتے ہیں؟

۲۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا معمول زکوٰۃ کے بارے میں کیا تھا؟

۳۔ کیا زیور میں زکوٰۃ ہے؟ اس سلسلے میں حضورﷺ کی حدیث سے حوالہ دے کر اپنا جواب لکھئے۔

۴۔ زکوٰۃ ادا کرنے کے کیا کیا فائدے ہیں؟ تحریر کریں۔

۵۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی صورت میں اللہ کون سی سزا دے گا؟

۶۔ اسلام کا کون سا رکن زکوٰۃ ہے؟

۷۔ زکوٰۃ کن لوگوں پر فرض ہے؟

۸۔ مصارف زکوٰۃ ترتیب وار تحریر کریں۔

۹۔ زکوٰۃ اور صدقہ میں کیا فرق ہے؟

۱۰۔ کیا ہم اپنے رشتہ داروں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

۱۱۔ زکوٰۃ فرض ہونے کے لیے کیا شرطیں ہیں؟

(ب) ان جملوں کو غور سے پڑھیے اور قوسین میں دئے گئے مناسب لفظ سے خالی جگہ کو پُر کریئے۔

- دین اسلام اللہ کا انسانوں کے لئے دیا ہوا.................دین ہے۔ (نامکمل/مکمل/پورا)
- اسلام میں یہ بات سخت..........ہے کہ مال کچھ لوگوں کے ہاتھ میں ہو۔ (ناپسندیدہ/اچھا/برا)
- زکوٰۃ دینے سے ہمارا مال...... ہو جاتا ہے۔ (پاک/ناپاک)
- شہادت، نماز اور روزہ..........عبادت ہیں۔ (بدنی/جسمانی/مالی)
- ہدایت ان لوگوں کو ملتی ہے جو..........پڑھتے ہیں۔ (نماز/قرآن/حدیث)
- جن لوگوں نے زکوٰۃ ادا نہیں کیا اس کی زکوٰۃ ایک..........کی شکل اختیار کرے گا۔ (سانپ/الو/اونٹ)
- خلیفۂ اوّل حضرت...............ہیں۔ (عمرؓ/ علیؓ /ابوبکرؓ)

❖ زکوٰۃ ادا کرنے میں ہمارے لئے ....کی بھلائی ہے۔ (دین اور دنیا/ آسمان)
❖ ......کا حال یہ تھا کہ اپنی ضرورت سے زیادہ مال اپنے پاس نہیں رکھتے تھے۔(صحابہؓ /ولی/ انسان)
❖ زکوٰۃ ادا کرنے سے ہمارا..........پاک ہو جاتا ہے۔ (اناج/جسم/مال)
❖ فرضیت زکوٰۃ کی....................شرطیں ہیں۔ (چھ/ پانچ/ آٹھ)

(د) درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیں۔

شہادت / عبادت/ خلیفہ / نصاب / معیوب / استحصال/ عشر /متعینہ /آب پاشی

(ہ) درج ذیل الفاظ کی تعریف لکھیں۔

فقیر ....
مسکین ....
عامل ....
موٴلفۃ القلوب ....
الرقاب ....
غارم ....
فی سبیل اللہ ....
ابن السبیل ....

(و) مناسب الفاظ سے خالی جگہوں کو پُر کریں۔

جن لوگوں کو اللہ نے ......دیا اور وہ اس کی ....ادا نہیں کرتے قیامت کے دن ان کا یہ مال ایک بہت ہی زہریلے..........کی شکل میں سامنے آئے گا، وہ ان کی ....میں لپٹ جائے گا اور ان کے جبڑوں کو................کر کہے گا ’’میں تمہارا.....کیا ہوا مال ہوں میں تمہار..........ہوں‘‘

سبق(۹)

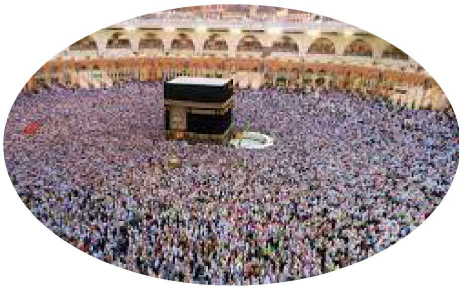

حج

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی ابتلاء وآزمائش سے بھری پڑی تھی۔ وہ ساری آزمائشوں میں کامیاب ہوئے۔اللہ نے ان کو بہت اونچا مقام دیا۔ان کو خلیل اللہ کے لقب سے نوازا۔ان کے ایک بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل میں آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ وعلیہ وسلم پیدا ئے اور دوسرے حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل میں بہت سارے انبیاء ورسل آئے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام اوران کے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے مل کر اللہ کے حکم سے مکہ میں اللہ کے گھر کی تعمیر کی۔اس کو نماز پڑھنے والوں اور طواف کرنے والوں کے لئے پاک وصاف کیا اور اللہ کے حکم سے پوری دنیا کے لوگوں کو دعوت دی کہ وہ اس گھر کی زیارت کریں۔ یہ وہی گھر ہے جس کی طرف رخ کرکے ساری دنیا کے مسلمان نماز پڑھتے ہیں اوراس کی زیارت وطواف کے مشتاق رہتے ہیں۔

حج کے معنی

حج کا لغوی معنی ارادہ کرنا ہوتا ہے۔اصطلاح میں ۸/ ذی الحجہ سے لے کر۱۲یا۱۳/ ذی الحجہ تک مکہ معظّمہ اوراس کے آس پاس کے کچھ مخصوص مقامات کی زیارت، وقوف، قیام اور مخصوص اعمال کی انجام دہی کو حج کہتے ہیں۔حج اسلام کا پانچواں رکن اور بڑی عظیم عبادت ہے۔شہادت، نماز اور روزہ جسمانی عبادت ہے زکوٰۃ مالی عبادت ہے جبکہ حج جسمانی اور مالی دونوں عبادت ہے۔حج صاحب استطاعت مال دار، عاقل، بالغ، تندرست اور آزاد مسلمان پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے۔راستہ کا محفوظ ہونا اور واپسی تک بیوی، بچوں کے لئے خرچہ کا ہونا بھی ضروری ہے۔عورت کے لئے سفر حج میں شوہر یا محرم کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔

حج کا یہ سلسلہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے مسلسل آرہا تھا۔لیکن مشرکین نے اس

میں خرابیاں پیدا کردی تھیں۔ ۸ہجری میں مکہ فتح ہوا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ۹/ ہجری میں مسلمانوں کا امیر حج مقرر کر کے بھیجا۔ اس وقت کفار و مشرکین بھی حج کے لئے آتے تھے اور اپنے طریقے کے مطابق حج کرتے تھے۔ لیکن اس سال منادی کرادی گئی کہ اگلے سال سے صرف مسلمان حج کے لئے آئیں گے۔ غیر مسلموں کو اس سے روک دیا گیا۔ ۱۰ہجری میں پیارے رسول ﷺ کئی ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مدینہ سے حج کے لئے تشریف لے گئے اور ایک لاکھ سے زیادہ لوگوں کے ساتھ آپ ﷺ نے حج کا فریضہ انجام دیا۔ لوگوں سے کہا کہ مجھ سے حج کے طریقے سیکھ لو۔

حج کی فضیلت

اسلام میں حج کی بڑی فضیلت ہے۔ قرآن مجید میں ہے ''اللہ کی خوشنودی کے لئے ان پر حج فرض ہے جو وہاں تک جانے کی طاقت رکھتے ہوں اور جو شخص اس سے انکار کرے اللہ کو اس سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ اللہ سارے جہاں والوں سے بے نیاز ہے۔'' حدیث میں بھی مختلف طرق سے حج کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ کو خوش کرنے کے لئے حج کیا اور حج میں تمام بے شرمی کی باتوں سے الگ رہا اور کسی سے لڑائی جھگڑا نہیں کیا اور نہ ہی کوئی برا کام کیا، جب وہ حج سے واپس ہوگا تو گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہوگا جیسا کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے وقت تھا۔'' بے شک حج سے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں، مگر یہ صرف اس وقت ہے جب کہ حج کرنے والے کی نیت صرف اور صرف اللہ کو خوش کرنا ہو، لوگوں کو دکھانا، نام و نمود اور کوئی دنیاوی خواہش اور غرض نہ ہو۔ البتہ بندوں کے حقوق کو اللہ معاف نہیں کرے گا۔ جہاد اسلام میں بڑی افضل عبادت ہے، جہاد اللہ کی راہ میں جان لڑادینے کا نام ہے۔ اس سے بڑی اور نیکی کیا ہوگی۔ مگر رسول ﷺ نے فرمایا عورت کے لئے حج جہاد ہے۔

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر کسی شخص کے پاس راستہ کا خرچ بھی ہو اور سواری بھی ہو اور پھر بھی وہ حج نہ کرے۔ تو اس کے لئے حج کئے بغیر مرجانے اور یہودی یا نصرانی ہو کر مرجانے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''حج کا بدلہ جنت ہے۔'' اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا کہ حج اور عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں۔ اگر وہ دعا کریں تو اللہ تعالی ان کی دعا قبول فرمائے اور وہ مغفرت

چاہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔

اللہ کے پیارے رسول ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی حج کا بڑا اہتمام کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے زمانۂ خلافت میں حج کا موقع نہیں مل سکا، ورنہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اپنے زمانے میں حج کا بڑا اہتمام فرماتے تھے۔ دور دور سے مسلمانوں کو بلا کر حالات معلوم کرتے تھے اور ہدایات دیتے تھے۔ کوئی بہت اہم اور ضروری حکم دینا ہوتا تو حج کے مجمع عام میں اعلان فرماتے تھے۔ اس طرح اسلامی سلطنت کے ایک ایک گوشے تک وہ حکم پہنچ جاتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا" جو لوگ قدرت رکھتے ہوئے حج نہیں کرتے ہیں میں ان کے خلاف جہاد کروں گا۔" حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ "قیامت اس وقت آئے گی جب لوگ خانہ کعبہ کا حج کرنا چھوڑ دیں گے"۔

حج کی اصطلاحیں

۱۔ احرام: وہ لباس ہے جو عمرہ یا حج کرنے والا میقات پر پہنچ کر پہنتا ہے اور اعمال پورا ہونے کے بعد اسے اتار دیتا ہے۔ مرد کا احرام بنا سلی ہوئی ایک لنگی اور ایک چادر ہے۔ عورت کا کوئی مخصوص لباس نہیں ہے۔ صرف نیت سے وہ حالت احرام میں داخل ہو جاتی ہے۔ البتہ وہ چہرہ، دونوں ہتھیلی اور پیر کھلا رکھے گی۔

۲۔ میقات: وہ مقام جہاں پہنچ کر حج یا عمرہ کرنے والا احرام باندھتا ہے اور حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت کر کے تلبیہ پڑھنا شروع کر دیتا ہے۔

۳۔ تلبیہ: **لَبَّیْکَ اللھم لَبَّیْکَ، لبیک لا شریک لک لبیک، إن الحمد والنعمة لک والملک، لا شریک لک** پڑھنے کو تلبیہ کہتے ہیں۔ یہ حج عمرہ کرنے والا میقات سے حج کی نیت کرنے کے بعد پڑھنا شروع کرتا ہے اور خانہ کعبہ پر نظر پڑنے تک پڑھتا رہتا ہے۔ اس کا ترجمہ ہے۔ "میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں تیرے در پر حاضر ہوں، بے شک تمام تعریفیں اور نعمتیں تیرے لئے ہیں۔ بادشاہت تیرے ہی لئے ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔

۴۔ تہلیل: **لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه** پڑھنا۔

۵۔ طواف: خانہ کعبہ کے گرد چکر لگانا۔
۶۔ وقوف: عرفہ اور مزدلفہ میں ٹھہرنا۔
۷۔ رمی: جمرہ کو کنکری مارنا۔
۸۔ تحلیق: بال منڈوانا
۹۔ تقصیر: بال چھوٹے کروانا
۱۰۔ عمرہ: احرام باندھ کر میقات سے عمرہ کی نیت کر کے کعبہ کا طواف کرنا، صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا۔ عمرہ کے لئے کوئی وقت متعین نہیں ہے جب بھی کرنا چاہے کر سکتے ہیں۔

حج کی قسمیں

حج کی تین قسمیں (۱) افراد (۲) قران (۳) تمتع

۱۔ افراد: وہ حج ہے جس میں حج کرنے والا صرف حج کی نیت کر کے صرف حج ادا کرے عمرہ نہ کرے۔ ایسا حج کرنے والے کو مفرد کہتے ہیں۔

۲۔ قران: اس حج میں حاجی عمرہ اور حج دونوں ساتھ کرنے کی نیت کرتا ہے۔ وہ عمرہ کے بعد احرام نہیں اتارتا اور نہ اس کی پابندی سے باہر آتا ہے۔ وہ حج کے بعد احرام اتارتا ہے۔ ایسا حج کرنے والے کو قارن کہتے ہیں۔

۳۔ تمتع: یہ حج کرنے والا پہلے عمرہ کی نیت کرتا ہے اور عمرہ کر کے احرام اتار دیتا ہے اور ۸/ ذی الحجہ کو اپنی جگہ سے حج کی نیت کر کے حج ادا کرتا ہے۔ ایسا حج کرنے والے کو متمتع کہتے ہیں۔

حج کا طریقہ

حج قران اور تمتع کرنے والے میقات سے احرام باندھ کر جو حج کرنا چاہتے ہیں اس کی نیت کر کے تلبیہ پڑھتے ہوئے خانہ کعبہ جائیں گے۔ وہاں کعبہ پر نظر پڑتے ہی تلبیہ بند کر کے دعا کریں گے۔ پھر طواف کی نیت کر کے حجر اسود کو بوسہ دیں گے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو ہاتھ سے چھو کر ہاتھ کو بوسہ دیں گے۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہوا تو اس کی طرف دائیں ہاتھ سے اشارہ کر کے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر طواف شروع کریں گے۔ طواف کے دوران تلاوت، دعا اور ذکر کرتے رہیں گے۔ رکن یمانی اور حجر اسود کے بیچ میں ربنا

آتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنةو قنا عذاب النار پڑھنا مستحب ہے۔حجر اسود پر جا کر ایک چکر پورا ہو جائے گا۔ پھر پہلے کی طرح دوسرا چکر شروع کریں گے۔سات چکر پورا ہو جانے کے بعد مقام ابراہیم یا جہاں جگہ ملے دو رکعت نفل پڑھیں گے۔مکہ پہنچنے کے بعد پہلے طواف میں مردوں کے لیے مسنون ہے کہ اضطباع کرے یعنی پورے طواف میں دائیں کندھے کو کھلا رکھے۔اسی طرح طواف کے پہلے تین چکر میں رمل کرے یعنی قدم کو نزدیک رکھ کر تیز چلے۔زم زم کا پانی پی کر صفا پر جائیں گے۔کعبہ کی طرف رخ کر کے خوب دعا کریں گے اور وہاں سے مروہ کی طرف جائیں گے۔درمیان میں دوہری پٹی کے بیچ میں مرد ہلکی دوڑ لگائیں گے۔عورتیں عام چال میں چلیں گی۔مروہ پر پہنچ کر ایک چکر ہو گیا۔مروہ پر پہنچ کر بھی کعبہ کی طرف رخ کر کے دعا کریں گے اور صفا کی طرف چل پڑیں گے۔صفا پر پہنچ کر دوسرا چکر پورا ہو گیا۔اسی طرح صفا و مروہ کے درمیان کی سعی کے کل سات چکر لگائیں گے جو مروہ پر جا کر ختم ہو جائے گا۔اس کے بعد حلق یا تقصیر کر کے حج تمتع کرنے والے اپنا احرام اتار دیں گے۔۸/ ذی الحجہ کو فجر کے بعد پھر سے احرام باندھ کر حج کی نیت کر کے تلبیہ پڑھنا شروع کر دیں گے۔حج افراد والے ۸/ ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھ کر حج کی نیت کر کے پہلے طواف قدوم کریں گے۔پھر سارے حاجی منی پہنچ کر رات وہیں گذاریں گے۔۹/ ذی الحجہ کو عرفات کے لئے روانہ ہو جائیں گے۔عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز ظہر کے وقت قصر پڑھ کر دعا میں مشغول ہو جائیں گے۔یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔سورج غروب ہونے کے بعد مغرب کی نماز پڑھے بغیر مزدلفہ روانہ ہو جائیں گے۔وہاں پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی جائے گی۔رات مزدلفہ ہی میں حجاج گذارتے ہیں۔وہیں سے جمرات کو مارنے کے لئے کنکریاں جو ایک چنا کے برابر ہو چن کر رکھ لیتے ہیں۔۱۰/ ذی الحجہ کو فجر کی نماز کے بعد منی روانہ ہو جائیں گے۔اس دن صرف جمرۃ عقبہ کو سات کنکریاں ماریں گے اور تلبیہ پڑھنا بند کر دیں گے۔ پھر قربانی کر کے بال منڈ وائیں گے۔آج کل یہ کام بہت مشکل ہونے کی وجہ سے حجاج بینک میں قربانی کی رقم جمع کروا دیتے ہیں اور وہاں ان کی قربانی ہو جاتی ہے۔پھر غسل کر کے احرام اتار دیں گے۔اسی دن طواف افاضہ کر کے پھر منی واپس آ جائیں گے۔کیونکہ رات منی میں گذارنی ضروری ہے۔۱۱/ ذی الحجہ کو بالترتیب پہلے چھوٹے پھر منجھلے اور اخیر میں بڑے جمرۃ کو سات سات کنکریاں ماری جاتی ہیں۔۱۲/ ذی الحجہ کو بھی

یہی عمل دہرایا جاتا ہے۔اگر۱۲/ ذی الحجہ کو حاجی غروب آفتاب سے پہلے منیٰ سے نکل گیا تو ٹھیک ہے ورنہ ۱۳ کو تینوں جمرات کو اسی ترتیب سے حج کرنے والا سات سات کنکریاں مارے گا۔اخیر میں مکہ چھوڑنے سے پہلے طواف وداع کیا جاتا ہے۔اللہ ہر حج کرنے والے کے حج کو حج مبرور بنائے۔(آمین)

مشق

(الف) جواب دیجیے۔

۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے کونسا لقب دیا تھا اور کیوں؟

۲۔ خانہ کعبہ کن لوگوں نے بنایا؟

۳۔ حج کسے کہتے ہیں؟

۴۔ ۹/ ہجری میں امیر حج کن کو بنایا گیا اور اس حج کے موقع پر کیا خاص اعلان ہوا؟

۵۔ اللہ کے پیارے رسول ﷺ کے حج کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

۶۔ حج کی فضیلت چند جملوں میں لکھیں۔

۷۔ حج کی کتنی قسمیں ہیں اور وہ کیا کیا ہیں؟

۸۔ احرام کسے کہتے ہیں؟ مرد اور عورت کے احرام میں کیا فرق ہے؟

۹۔ تلبیہ کسے کہتے ہیں اور یہ کب سے کب تک پڑھا جاتا ہے؟

۱۰۔ طواف کے بارے میں آپ جو کچھ جانتے ہیں، لکھیں۔

(ب) مندرجہ ذیل اصطلاحات کی تعریف لکھیے۔

میقات /تہلیل/ طواف /وقوف //رمی/تحلیق/حج افراد / حج قران

(ج) مناسب جوڑ ملائیے۔

اضطباع	صفا و مروہ کے درمیان چکر لگانا۔
رمل	حج یا عمرہ کرنے والے کا مکہ پہنچنے کے بعد پہلا طواف۔
سعی	منی میں موجود تین کھمبے جن کو حج کرنے والے کنکری مارتے ہیں۔
طواف قدوم	طواف قدوم میں دائیں کندھے کو کھلا رکھنا۔
زم زم	طواف قدوم کے پہلے تین چکر میں چھوٹے چھوٹے قدم رکھ کر تیز چلنا۔
طواف وداع	وہ کھلا میدان جہاں حج کرنے والے ۹ ذی الحجہ کو جمع ہو کر ظہر عصر کی نماز پڑھتے اور دعا کرتے ہیں۔
جمرات	خانہ کعبہ کے پاس جو کنواں ہے، جس کے پانی میں اللہ نے بڑی خوبیاں رکھی ہے۔
عرفات	اللہ کے دین کو نافذ و غالب کرنے کے لیے جان و مال سے ہر ممکن کوشش کرنا۔
جہاد	حج کے سارے کام انجام پانے کے بعد مکہ چھوڑنے سے پہلے کیا جانے والا طواف۔

(د) خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے۔

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر کسی شخص کے پاس راستہ کا............بھی ہو اور............بھی ہو اور پھر بھی وہ حج نہ کرے۔ تو اس کے لئے حج کئے بغیر مر جانے اور............یا ....ہو کر مر جانے میں کوئی ....نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''حج کا بدلہ .... ہے'' اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا حج اور عمرہ کرنے والے اللہ کے .... ہیں اگر وہ دعا کریں تو اللہ تعالی ان کی دعا .... فرمائے اور وہ مغفرت چاہیں تو اللہ تعالی ان کی ....فرمائے۔

(د) درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیے۔

الفاظ	معانی
ابتلاء	....

لقب	....
زیارت	....
مشتاق	....
منادی	....
تندرست	....
خوشنودی	....
فضیلت	....
اہتمام	....
سلطنت	....

ہدایات: ☆اساتذہ طلبہ وطالبات کو حج کے ایک ایک عمل کی مشق کرائیں۔
☆اس میں پڑھی جانے والی دعائیں یاد کرائیں۔
☆سبق میں مستعمل اصطلاحات کو خوب اچھے سے سمجھا دیں۔

سبق (۱۰)

دعائے قنوت

لغوی معنی: قنوت کے لغت میں متعدد معانی بیان ہوئے ہیں۔جیسے اطاعت، خشوع، نماز، دعا، عبادت، قیام، طول قیام، سکوت وغیرہ۔

نماز کے اندر قیام کی مخصوص حالت میں دعا کرنے کو دعائے قنوت کہا جاتا ہے۔دعائے قنوت وتر کی نماز میں پڑھی جاتی ہے۔احناف کے نزدیک نماز وتر کی آخری رکعت میں قیام کے دوران میں سورۃ فاتحہ اور دوسری کوئی سورۃ پڑھنے کے بعد رکوع سے پہلے درج ذیل دعائے قنوت پڑھی جاتی ہے۔

اَللّٰهُمّ اِنّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ، وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکّلُ عَلَیْکَ، وَنُثْنِیُ عَلَیْکَ الْخَیْرَ، وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَفْجُرُکَ، اَللّٰهُمّ اِیَاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ، وَنَرْجُوْ رَحْمَتَکَ، وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنّ عَذَابَکَ بِالْکُفّارِ مُلْحِقٌ.

ترجمہ: "اے اللہ! ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں اور تجھ سے بخشش چاہتے ہیں، تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں، ہم تیری حمد وثنا کرتے ہیں، تیرا شکر بجالاتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے اور جو تیری نافرمانی کرے اُس سے مکمل طور پر علیحدگی اختیار کرتے ہیں۔اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور تیرے لیے ہی نماز پڑھتے، تجھے ہی سجدہ کرتے ہیں۔تیری ہی طرف دوڑتے اور حاضری دیتے ہیں، ہم تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔بے شک تیرا عذاب کافروں کو ہی پہنچنے والا ہے۔"

اگر کسی کو دعائے قنوت یاد نہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ دعا یاد کرے اور جب تک دعائے قنوت یاد نہ ہو تو اس کی جگہ یہ دعا پڑھ لے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار.

ترجمہ: ''اے ہمارے پروردگار ! ہمیں دنیا میں (بھی) بھلائی عطا فرما اور آخرت میں (بھی) بھلائی سے نواز اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ.''

شافعیہ وغیرہ کے نزدیک دعاء قنوت رکوع سے اٹھنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر کی جاتی ہے۔ایک دوسری روایت میں دعائے قنوت کے یہ الفاظ آئے ہیں۔

"اللّٰهُمَّ اهْدِنِى فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِى فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِى فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِکْ لِى فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِى شَرَّ مَا قَضَيْتَ، فإِنَّکَ تَقْضِى وَلا يُقْضَى عَلَيْکَ، إِنَّهُ لا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، ولا يعز من عاديت تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ ."

ترجمہ: اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں (شامل کرکے) ہدایت دے جنھیں تو نے ہدایت بخشی، مجھے ان لوگوں میں (شامل کرکے) عافیت عطا فرما جن کو تو نے عافیت عطا کی، میری نگرانی فرما ان لوگوں میں (شامل کرکے) جن کا تو نگراں بنا اور جو تو نے دیا ہے اس میں میرے لیے برکت عطا فرما، اور جس کا تو نے فیصلہ

فرما دیا ہے اس کی برائی سے مجھے بچا، اس لیے کہ تو ہی فیصلہ کرتا ہے، تیرے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا، اور تو جس سے دوستی کرے وہ ذلیل نہیں ہوسکتا اور جس سے تو دشمنی کرے اسے کوئی عزت نہیں دے سکتا۔اے ہمارے رب! تو برکت والا اور بلند و بالا ہے۔''

نوازل یعنی مسلمانوں کے اجتماعی مصیبت میں مبتلاء ہونے کی صورت میں تمام فرض نمازوں کے بعد دعاء قنوت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔البتہ حنفیہ کے نزدیک صرف فجر کی نماز میں اس کا اہتمام کیا جائے گا۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کی آخری رکعت میں رکوع کے بعد دعا پڑھی جائے گی۔

مشق

(الف) جواب دیجیے۔

(۱) قنوت کا لغوی معنیٰ کیا ہے؟

(۲) وتر نماز میں قنوت پڑھنے کے بارے میں حنفیہ کی رائے کیا ہے؟

(۳) وتر نماز میں قنوت پڑھنے کے بارے میں شافعیہ وغیرہ کی رائے کیا ہے؟

(۴) جس کو دعائے قنوت یاد نہ ہو وہ کیا کرے؟

(۵) مسلمانوں کے اجتماعی مصیبت میں مبتلاء ہونے کی صورت میں قنوت پڑھنے کے بارے میں کیا طریقہ ہے؟

(ب) رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار کا ترجمہ لکھیے۔

(ج) خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے۔

نوازل یعنی مسلمانوں کے اجتماعی .... میں مبتلاء ہونے کی .... میں تمام فرض نمازوں کے بعد .... کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ البتہ حنفیہ کے نزدیک صرف ...... کی نماز میں اس کا اہتمام کیا جائے گا۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کی .... رکعت میں رکوع کے بعد یہ ...... کی جائے گی۔

ہدایات:

☆ اساتذہ طلبہ کو قنوت پڑھنے کی عملی مشق کرائیے۔

☆ دعائے قنوت صحیح تلفظ کے ساتھ خود پڑھ کر سنائیں پھر باری باری ہر ایک کو پڑھنے کہیں اور باقی سب کو ساتھ ساتھ دوہرانے کہیں۔

☆ دعائے قنوت یاد کروائیں اور زبانی سنیں۔

سبق (۱۱)

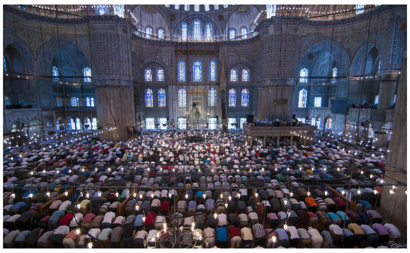

نماز جمعہ

جمعہ کی نماز ہر عاقل، بالغ، آزاد اور مقیم مسلم مرد پر فرض ہے۔اس کی فرضیت میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔رسول ﷺ جمعہ کے دن غسل فرماتے، خوشبو لگاتے، مسواک کرتے اور عمدہ کپڑا پہن کر مسجد جاتے تھے۔اس دن کی بڑی فضیلت ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا: ''سب سے اچھا دن جس دن میں سورج طلوع ہوا جمعہ کا دن ہے۔اس روز حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔اسی دن جنت میں داخل کیے گئے، اسی دن جنت سے نکالے بھی گئے اور اسی دن قیامت واقع ہو گی۔

جمعہ کے دن ہم ناخن تراشتے ہیں، غسل کر کے عمدہ لباس زیب تن کرتے ہیں، خوشبو لگاتے ہیں اور مسجد میں جا کر خطبہ سنتے اور نماز جمعہ ادا کرتے ہیں۔اس دن سورہ کہف کی تلاوت کرتے ہیں اور کثرت سے درود پڑھتے ہیں۔جمعہ کی نماز کا وقت وہی ہے جو ظہر کی نماز کا ہے۔البتہ عورت، بچہ، غلام، مسافر اور ایسا بیمار جو مسجد نہ جا سکتا ہو ان پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ہے۔جمعہ کی دو آذانیں ہوتی ہیں، پہلی خطبہ سے کچھ دیر پہلے تاکہ لوگ
تیار ہو کر مسجد آجائیں اور دوسری خطبہ کے وقت دی جاتی ہے۔یہ دو اذانیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں شروع کی گئی تھیں۔نبی کریم ﷺ، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت تک ایک ہی اذان دی جاتی تھی۔اسی لئے امت کا ایک طبقہ اس پر بھی عمل کرتا ہے۔

نماز جمعہ کا ایک لازمی حصہ خطبۂ جمعہ ہے۔یہ دو حصوں پر مشتمل ہوتا ہے۔امام خطبہ کے وقت سلام کر کے ممبر پر بیٹھتا ہے اذان دی جاتی ہے۔اس کے بعد وہ کھڑا ہو کر پہلا خطبہ دیتا ہے۔پھر کچھ دیر کے لئے بیٹھ جاتا ہے، دوبارہ کھڑا ہو کر دوسرا خطبہ دیتا ہے۔خطبہ میں امام اللہ تعالی کی حمد و ثنا بیان کرتا ہے

،توحیدورسالت کی شہادت دیتا ہےاور نبی آخرالزماں ﷺ پر درود وسلام بھیجتا ہے۔اسی کے ساتھ قرآن کی بعض آیات یا سورتوں کی تلاوت کرتا ہے،مسلمانوں کو وعظ و نصیحت کرتا ہےاور اللہ سے دعاو مناجات کرتا ہے۔

جب خطبہ ہورہا ہوتو ہم خطبہ خاموشی کے ساتھ غور سے سنتے ہیں۔اس سے ہمیں قیمتی نصیحتیں سننے کا موقع ملتا ہےاور ثواب بھی ملتا ہے۔خطبہ کے بعد امام دو رکعت نماز پڑھاتا ہے جن میں وہ بلند آواز سے قرأت کرتا ہے۔اگر کوئی نماز جمعہ کی دوسری رکعت میں بھی شامل ہو گیا تو وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد ایک رکعت نماز پڑھ لے گا۔لیکن دوسری رکعت بھی نہیں مل سکی تو وہ ظہر کی چار رکعت نماز پڑھے گا۔

مشق

(الف) جواب دیجیے۔

۱۔ جمعہ کی نماز کن لوگو پر فرض ہے؟
۲۔ حضور پاک ﷺ جمعہ کے دن کون سا عمل کرتے تھے؟
۳۔ جمعہ کی دن کی فضیلت اپنے لفظوں میں لکھیں۔
۴۔ ہم سب مسلمان جمعہ کے دن کیا کرتے ہیں؟
۵۔ امام صاحب جمعہ کے خطبہ میں کیا بیان کرتے ہیں؟
۶۔ جمعہ کی نماز کتنی رکعت ادا کی جاتی ہے؟
۷۔ اگر کسی شخص سے جمعہ کی پہلی رکعت چھوٹ جائے تو وہ کیا کرے گا؟
۸۔ جمعہ نماز کا وقت کیا ہے؟
۹۔ دواذانیں کس خلیفہ کے دور میں شروع کی گئیں؟
۱۰۔ کن لوگوں پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ہے؟

(ب) درست جواب قوسین سے چن کر لکھیے۔

- ❖ نماز جمعہ کی..................میں کوئی اختلاف نہیں۔ (فرضیت/سنت/مستحب)
- ❖ جمعہ کے دن..................کی پیدائش ہوئی۔ (آدم علیہ السلام/موسیٰؑ)
- ❖ ....کے دن قیامت واقع ہوگی۔ (جمعہ/اتوار/پیر)
- ❖ نماز جمعہ کا ایک لازمی حصہ..................ہے۔ (نماز/خطبہ/نفل نماز)
- ❖ جب امام خطبہ دے رہا ہو ہم اسے...........سے سنتے ہیں۔(کان سے/دور سے/غور سے)
- ❖ نماز جمعہ..................رکعت پڑھی جاتی ہے۔ (۸/۴/۲)

(ج) خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے۔

جب خطبہ ہو رہا ہو تو ہم خطبہ........... کے ساتھ...........سے سنتے ہیں اس سے ہمیں قیمتی........... سننے کا موقع ملتا ہے اور...........بھی ملتا ہے۔خطبہ کے بعد امام..................نماز پڑھاتا ہے جن میں وہ بلند آواز سے...........کرتا ہے۔

ہدایات:

- ☆ اساتذہ نماز جمعہ کا طریقہ طلبہ کو اچھے طریقے سے سمجھا کر اس کی عملی مشق کرائیں۔
- ☆ طلبہ کو جمعہ کے دن کرنے کے کاموں کی فہرست تیار کرنے کہیں۔
- ☆ اپنے والدین سے جمعہ کے دن سورہ کہف کی تلاوت ترجمہ کے ساتھ سنیں اور اس کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

سبق (۱۲)

جنازہ کی نماز

نماز جنازہ پڑھنا فرض کفایہ ہے۔یعنی محلے کے کچھ لوگ بھی پڑھ لیں تو سب کی طرف سے ادا ہو جائے گا۔البتہ اس کی فضلیت اور ثواب میں بہت سی احادیث مروی ہیں۔اسی لئے نماز میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو شرکت کی کوشش کرنی چاہیئے۔نماز جنازہ کھلے میدان میں پڑھی جاتی ہے۔مگر کسی مجبوری کی وجہ سے مسجد میں بھی ادا کی جاسکتی ہے۔یہ نماز ممنوع اوقات کے علاوہ ہر وقت پڑھی جاسکتی ہے۔دوسری نمازوں کی طرح نماز جنازہ میں بھی قبلہ رخ ہونا، ستر پوشی اور وضو کرنا ضروری ہے۔

ارکان: نماز جنازہ کے مندرجہ ذیل ارکان (فرائض) ہیں۔ان میں سے ایک بھی رہ جائے تو نماز جنازہ نہ ہوگی۔

۱۔نیت: دیگر عبادتوں کی طرح نماز جنازہ میں بھی نیت فرض ہے۔

۲۔قیام: فرض نمازوں کی طرح نماز جنازہ بھی کھڑے ہوکر پڑھنا فرض ہے۔

۳۔تکبیر: نماز جنازہ میں بھی تکبیر یعنی اللہ اکبر کہنا فرض ہے۔

۴۔میت کے لئے دعا کرنا: اس سلسلے میں نبی ﷺ سے متعدد دعائیں منقول ہیں۔

۵۔سلام: نماز جنازہ کے اخیر میں سلام ضروری ہے۔

۶۔سورہ فاتحہ پڑھنا: اس سلسلے میں بعض علماء کے نزدیک پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ فرض ہے، جبکہ بعض اس کے پڑھنے کے قائل نہیں ہیں۔

نماز جنازہ کا طریقہ:

نماز جنازہ کا طریقہ یہ ہے کہ میت کو غسل دے کر کفن پہنایا جائے، پھر اسے جنازے کی جگہ پر رکھا جائے۔میت مرد ہو تو امام اس کے سر کے سامنے اور عورت ہو تو اس کی کمر کے سامنے یا وسط میں کھڑا

ہوگا۔امام کے پیچھے لوگ اس طرح صف لگا کر کھڑے ہوں گے جیسے فرض نماز میں کھڑے ہوتے ہیں۔ امام نیت کر کے تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے کانوں تک ہاتھ اٹھا کر ہاتھ باندھ لے گا۔سارے مقتدی امام کا اتباع کرتے ہوئے نیت کر کے ویسا ہی کریں گے۔پھر ثنا پڑھیں گے، اس کے بعد سورہ فاتحہ پڑھنے میں اختلاف ہے، پھر امام دوسری تکبیر کہے گا اور مقتدی اس کا اتباع کریں گے۔اس کے بعد درود شریف پڑھا جائے گا، پھر تیسری تکبیر ہوگی اور میت کے لیے دعا کی جائے گی چوتھی تکبیر کے بعد سلام کے ساتھ نماز جنازہ مکمل ہو جائے گی۔

نماز جنازہ میں مستحب ہے کہ تین صفیں لگائی جائیں اور تعداد زیادہ ہو تو اسی لحاظ سے صفوں میں اضافہ کیا جائے۔لیکن کوشش یہ کی جائے کہ صفوں کی تعداد طاق رہے۔اگر کوئی شخص اس وقت پہنچا کہ نماز شروع ہو چکی ہے تو نماز میں شامل ہو جائے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد نماز کا بقیہ حصہ مکمل کر لے۔

ثنا:

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَ تَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰی جَدُّکَ و جَلَّ ثَنَآءُ کَ وَ لَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ.

ترجمہ: ''اے اللہ تو پاک ہے، ہر طرح کی تعریف تیرے لیے ہے، تیرا نام بڑی برکت والا ہے اور تیری شان بہت اونچی ہے، اور تیری تعریف بہت خوب ہے۔تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔''

جنازہ کی نماز کی دعا درج ذیل ہے:

اگر میت بالغ مرد یا عورت ہے تو یہ دعا پڑھی جائے گی:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَ شَاھِدِناَ وَ غَائِبِنَا وَ صَغِیْرِناَ وَ کَبِیْرِناَ وَ ذَکَرِناَ وَ اُنْثَانَا ، اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہ مِنَّا فَأَحْیِہ عَلَی الِاسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہ مِنا فَتَوَفَّہ عَلَی الِایْمَانِ

ترجمہ: ''اے اللہ! ہمارے زندہ اور مردہ، ہمارے حاضر و غائب، ہمارے چھوٹے اور بڑے، ہمارے مرد اور عورت (ہر ایک) کی مغفرت فرما، اے اللہ! ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے، اسے اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو موت دے، اسے ایمان پر موت دے۔''

بعض لوگ یہ دعا پڑھتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَ ارْحَمْهُ وَ عَافِهٖ وَ اعْفُ عَنْهُ وَ اَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهٗ وَ اغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَ الثَّلْجِ وَ الْبَرْدِ وَ نَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَ اَبْدِلْهُ دَاراً خَيْرًامِّن دَارِهٖ وَ اَهْلِهٖ وَ زَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهٖ وَ اَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَ اَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ عَذَابِ النَّارِ.

ترجمہ: ''اے اللہ اس مردے کو بخش دے۔ اس پر رحم فرما اور اس کی خطاؤں کو معاف فرما دے اور اچھی اچھی نعمتوں سے اس کا استقبال فرما اور اس کی قبر کو کشادہ فرما اور دھو دے اس کے گناہ پانی سے، برف سے اور اولوں سے اور اس کو گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف ہو جاتا ہے اور اس کو دنیا کے گھر سے زیادہ اچھا گھر عطا فرما اور دنیا کے عزیزوں سے زیادہ اچھے عزیز دے اور دنیا کی بیوی سے زیادہ اچھی بیوی دے اور اس کو جنت میں داخل فرما۔ اس کو قبر اور جہنم کے عذاب سے بچالے۔''

اور میت اگر نابالغ ہو تو لڑکے کے لیے یہ دعا پڑھی جائے گی:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطاً وَّ اجْعَلْهُ لَنَا اَجْراً وَّ ذُخْرا وَّ اجْعَلْهُ لَنَاشَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا

ترجمہ: ''اے اللہ! اس (بچہ) کو ہمارے لئے آگے پہنچ کر سامان کرنے والا بنا، اسے ہمارے لئے باعث اجر اور آخرت کا ذخیرہ بنا اور اسے ہمارے حق میں شفاعت کرنے والا اور مقبول شفاعت بنا۔''

اور نابالغ لڑکی ہو تو اسی دعا کو اس طرح پڑھی جائے گی:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطاً وَّاجْعَلْهَا لَنَا أَجْراً وَّ ذُخْراً وَّ اجْعَلْهَالَنَا شَافِعَةً وَّ مُشَفَّعَةً

ترجمہ: ''اے اللہ! اس (بچی) کو ہمارے لئے آگے پہنچ کر سامان کرنے والی بنا، اسے ہمارے لئے باعث اجر اور آخرت کا ذخیرہ بنا اور اسے ہمارے حق میں شفاعت کرنے والی اور مقبول شفاعت بنا۔''

مشق

(الف) جواب دیجیے۔

۱۔ نماز جنازہ کا کیا حکم ہے؟

۲۔ فرض کفایہ کسے کہتے ہیں؟

۳۔ جنازہ کی نماز کا کون سا وقت ہے؟

۴۔ نماز جنازہ کے ارکان مع تعریف لکھیے۔

۵۔ اس نماز میں صفیں کس طرح لگائی جاتی ہیں؟

۶۔ ہم جنازہ کی نماز کیوں پڑھتے ہیں؟

۷۔ مرد اور عورت کی نماز جنازہ میں امام کہاں کھڑا ہوگا؟

(ب) درج ذیل الفاظ کے معنی لکھیے۔

ثواب، قبلہ، ممنوع، ستر پوشی، متعدد، طاق، قائل، مروی، منقول۔

(ج) خالی جگہ کو قوسین میں دئے گئے الفاظ سے پُر کیجیے۔

❖ دوسری نمازوں کی طرح............ میں بھی قبلہ رخ ہونا،............اور وضو کرنا ضروری ہے۔
(نماز جنازہ/ستر پوشی/جگہ کا تعین)

❖ نماز جنازہ کا طریقہ یہ ہے کہ............ دے کر کفن پہنایا جائے۔ (میت کو غسل/چت لٹا کر)

❖ سارے مقتدی امام کی............ کرتے ہوئے نیت کر کے ویسا ہی کریں گے۔
(اتباع//رسالت)

❖ فرض نمازوں کی طرح............ میں بھی کھڑے ہو کر پڑھنا فرض ہے۔
(نماز جنازہ/نفل نماز)

❖ نماز جنازہ میں............... ہے کہ تین صفیں لگائی جائیں۔
(سنت/مستحب/فرض)

❖ چوتھی تکبیر کے بعد............ کے ساتھ نماز جنازہ مکمل ہو جائے گی۔ (سلام/دعا)

(د) درج الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

بنیاد / جنازہ / سلام / وقت / اختلاف / درود شریف / اتباع / امام / مقتدی

کچھ کرنے کے کام

(ہ) ☆ نماز جنازہ میں پڑھی جانے والی دعا لکھ کر اسے یاد کیجیے۔

☆ کبھی آپ نے کسی کی نماز جنازہ پڑھی ہے؟ آپ اپنی کیفیت تحریر کیجیے اور اپنے استاد کو دکھایئے۔

☆ اساتذہ طلبہ کو نماز جنازہ کی عملی مشق کرائیں۔

سبق (۱۳)

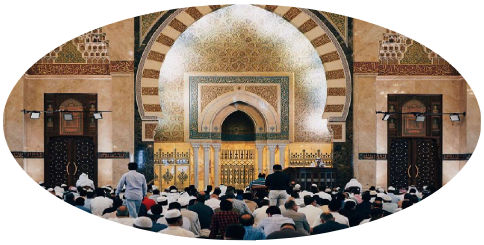

عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ

عیدالفطر کی نماز رمضان المبارک کے ایک مہینہ روزہ کے مکمل ہونے کے بعد یکم شوال المکرّم کو پڑھی جاتی ہے۔عیدالاضحیٰ کی نماز دس ذی الحجہ کے دسویں دن پڑھی جاتی ہے۔ یہ عید حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اللہ کی خوشی کے لئے اپنے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پیش کی گئی قربانی کی یاد میں منائی جاتی ہے۔ یہ ہمیں یاد دلاتی ہے کہ اللہ کی خوشی کے لئے ہمیں جو کچھ بھی قربان کرنا پڑے خوشی خوشی کرنا چاہئے۔اسی دن ہم بھی خوشی مناتے ہیں،جس کی شروعات ہم نماز سے کرتے ہیں۔جس کو عیدالاضحیٰ کی نماز کہا جاتا ہے۔عید کے دن حدود کے اندر رہتے ہوئے اچھےاور لذیذ کھانا کھلانا اور جائز تفریحی پروگرام کرنا اور خوشی منانا مستحب ہے۔

عیدین کا طریقہ

عید کے دن مستحب ہے کہ عیدگاہ جانے سے پہلے غسل کیا جائے، عمدہ لباس پہنا جائے اور خوشبو لگائی جائے۔عیدالفطر کے دن رسول ﷺ نماز عید کے لئے نکلنے سے پہلے چند کھجوریں کھالیا کرتے تھےاور عیدالاضحیٰ کے دن نماز سے واپسی کے بعد قربانی کا گوشت کھایا کرتے تھے۔عید کی نماز شہر سے باہر کھلے میدان میں ادا کرتے تھے،لیکن بارش ہوتی تو مسجد میں نماز ادا کرلیا کرتے تھے۔ہمیں بھی رسول ﷺ کا اتباع کرنا چاہئے۔

عیدگاہ جاتے ہوئے تکبیر یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد کہتے ہوئے جانا مستحب ہے۔اسی طرح یہ بھی مستحب ہے کہ ایک راستے سے جائے اور دوسرے راستے سے واپس آئے۔عید کی نماز کا وقت سورج طلوع ہوکر ایک ڈیڑھ نیزہ بلند ہونے کے بعد شروع ہوکر زوال آفتاب تک رہتا ہے۔اس میں نہ اذان ہوتی ہے اور نہ اقامت ہوتی ہے۔اسی طرح نماز عید کے پہلے یا بعد میں کوئی سنت نماز نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

عید کی نماز دو رکعت زائد تکبیرات کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔زائد تکبیرات کے بارے میں کل دس اقوال

ہیں۔ان میں ایک طریقہ یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد تین زائد تکبیریں کہی جائیں پھر امام سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورہ یا چند آیات کی تلاوت کرے بقیہ نماز عام نمازوں کی طرح ادا کرے، دوسری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع سے پہلے تین زائد تکبیرات کہی جائیں اور باقی نماز ویسے ہی ادا کی جائے جیسے عام نماز ادا کی جاتی ہے۔ایک اور طریقہ یہ ہے کہ عید کی نماز کی پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ قراءت سے پہلے سات زائد تکبیریں اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیریں کہی جائیں۔نماز کے بعد امام خطبہ دیتا ہے جس کو سارے نمازی خاموشی کے ساتھ غور سے سنتے ہیں۔

مشق

(الف) جواب دیجیے۔

۱۔ عیدالفطر کی نماز کب ادا کی جاتی ہے؟

۲۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی پیش کرنے کی وجہ بتایئے۔

۳۔ عید کے دن ہم کیا کرتے ہیں؟

۴۔ عیدالاضحیٰ کب منائی جاتی ہے؟

۵۔ کیا عید کے دن سیر وتفریح کرنا جائز ہے؟

۶۔ عید کی نماز کا طریقہ لکھیں۔

۷۔ مسلمان عیدین کی نماز کہاں ادا کرتے ہیں؟

۸۔ کیا عید کی نماز سے قبل اور بعد میں نبی ﷺ کوئی سنت نماز پڑھتے تھے؟

۹۔ عید کی نماز کے بعد امام کیا کرتا ہے؟

۱۰۔ عید کی نماز کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟

(ب) نیچے لکھے جملوں کو غور سے پڑھیے صحیح جملہ کے سامنے صحیح کا نشان (✓) لگایئے اور غلط کے سامنے غلط کا نشان (×) لگایئے۔

○ عیدالفطر کے دن رسول ﷺ نماز عید کے لئے نکلنے سے پہلے چند کھجوریں کھالیا کرتے تھے۔(............)

- عید کی نماز چار رکعت پڑھی جاتی ہے۔ (............)
- عید کے دن ہم سب بڑے غم میں ڈوبے ہوتے ہیں۔ (............)
- عید کے دن ہم صبح کو غسل کرتے، اچھا کپڑا پہنتے اور خوشبو لگا کر عید گاہ جاتے ہیں۔ (............)
- عید کے دن کی شروعات ہم سب نماز سے کرتے ہیں۔ (............)
- عید کی نماز گھر میں ادا کی جاتی ہے۔ (............)
- عید گاہ جانے اور آنے کے لئے ایک ہی راستہ اختیار کرنا چاہیے۔ (............)
- عید کی نماز کا وقت زوال آفتاب تک رہتا ہے۔ (............)
- نماز عید میں نہ اذان ہوتی ہے اور نہ اقامت۔ (............)
- امام عید کی نماز کے بعد خطبہ نہیں دیتا ہے۔ (............)

ھدایات:

☆ اساتذہ طلبہ سے عید کی نماز کی مشق کروائیں۔

☆ بچوں کو ہدایت کریں کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر عیدین کے دن تفریحی پروگرام کریں اور اس کی رپورٹ پیش کریں۔

سبق (۱۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت

(ہجرت سے پانچویں ہجری تک)

اللہ کے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ قرآن نازل ہونے کے بعد مکہ میں دعوت وتبلیغ اور تعلیم و تربیت کا کام تیرہ سالوں تک انجام دیتے رہے۔ اس زمانے کو مکی دور کہا جاتا ہے۔ ان تیرہ سالوں میں نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جاتے رہے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید بھی کر دئے گئے۔ پھر اللہ کے حکم سے آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔ مدینہ کو اپنا مسکن بنایا اور زندگی کے باقی ایام مدینہ میں ہی بسر کیے۔ اس زمانے کو مدنی دور کہا جاتا ہے۔ آپ سب بچے مکی دور کا حال اس سے پہلی کتاب میں پڑھ چکے ہیں۔ اب ہم اس کتاب میں مدنی دور کے ابتدائی پانچ سالوں کے بارے میں پڑھیں گے۔

مدینہ کی ہجرت

مدینہ کا قدیم نام یثرب ہے۔ مدینہ کے لوگ ہر سال حج کے لئے مکہ جاتے۔ پیارے نبی ﷺ حج کے ایام میں باہر سے حج کے لئے آنے والوں کو اسلام کی دعوت دیتے۔ مدینہ کے لوگوں کو جب اسلام کی دعوت دیتے تو وہ غور سے سنتے اور ایمان لے آتے۔ جو ایمان لے آتے وہ دوسروں کو اسلام کی دعوت دیتے ،اس طرح مدینہ میں ایمان لانے والے لوگوں کی تعداد دن بدن بڑھنے لگی۔ پھر ان لوگوں نے آپ ﷺ سے مدینہ کو اپنا مستقر بنانے کی درخواست پیش کی۔ حضور پاک ﷺ کا ہر طرح سے ساتھ دینے کا وعدہ کیا۔

ادھر مکہ کے لوگوں کا ظلم وستم دن بدن بڑھتا جا رہا تھا حتی کہ ایک دن ان لوگوں نے آپ ﷺ کو جان سے مارنے کا فیصلہ کرلیا۔ اس کے لئے یہ طے کیا گیا کہ ہر قبیلہ کا ایک ایک آدمی جمع ہو اور سب ایک ساتھ مل کر حملہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس ناپاک ارادے کی خبر اپنے نبی ﷺ کو دے دی اور مدینے کی طرف ہجرت کا حکم دے دیا۔ ادھر کفار مکہ نے آپ ﷺ کا گھر ہر طرف سے گھیر لیا۔ نبی ﷺ نے اپنے بستر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لٹا دیا اور ان کے ذمہ وہ امانتیں لگا دیں جو اہل مکہ نے حضور پاک ﷺ کے

پاس رکھی تھیں تا کہ وہ یہ امانتیں ان کے حق داروں تک پہنچا کر خود بھی ہجرت کر کے مدینہ آ جائیں۔ نبی پاک ﷺ نے اپنے سچے دوست حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لیا اور قرآن کی آیتیں پڑھتے ہوئے گھر سے نکلے مٹھی میں کنکریاں لے کر ان کو کفار کی طرف پھینکیں۔ اللہ نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ وہ رسول ﷺ کو نہیں دیکھ سکے۔ چونکہ دشمن کے پیچھا کرنے کا اندیشہ تھا۔ اسی لئے غار ثور میں ٹھہر گئے، کافر پیچھا کرتے ہوئے غار تک بھی پہنچ گئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ڈرے لیکن پیارے رسول ﷺ نے کہا ڈرو نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اللہ نے کفار کی مت ماردی اور وہ ان کو نہیں دیکھ سکے۔ غار میں تین دنوں تک رہے۔ پھر مدینہ کے لئے روانہ ہوئے۔ مدینہ کے انصار و مہاجرین کئی دنوں سے آپ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے۔ آپ ﷺ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور بچیاں گیت گانے لگیں۔ ہر ایک چاہتا تھا کہ پیارے رسول ﷺ ان کے گھر ٹھہریں۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا "میں ان ہی کے گھر ٹھہروں گا جن کے یہاں میری اونٹنی قصوی جا کر بیٹھ جائے" اور یہ شرف حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو ملا۔

مدینہ کا نظم و انصرام

مدینہ پہنچ کر سب سے پہلے نبی ﷺ نے مسجد کی تعمیر فرمائی۔ جو مسجد نبوی کے نام سے موسوم ہے۔ اسی کے صحن میں ایک چبوترہ تھا۔ جس کو ہم صفہ کے نام سے جانتے ہیں۔ یہ بے گھر مسلمانوں کا مسکن اور تعلیم و تربیت کا پہلا مدرسہ تھا۔ مکہ سے ہجرت کر کے بے سروسامان مہاجرین کی مدینہ کے مسلمانوں نے دل کھول کر مدد کی۔ اسی لئے وہ انصار کہلائے۔ پیارے رسول ﷺ نے انصار و مہاجرین میں مواخاۃ قائم کر دی۔ یعنی انصار و مہاجرین کو ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا۔ پھر تو انصار نے ان کو رہنے کے لئے گھر دیا ان کی شادیاں کروائیں، کاروبار میں شریک کیا۔ غرض ہر طرح کا تعاون کیا۔ جلد ہی مہاجرین اپنے پیروں پر کھڑے ہو گئے۔ رسول ﷺ نے ایک اہم کام یہ کیا کہ مدینہ میں رہنے والے یہود اور مشرکین سے ایک معاہدہ کیا۔ جس کو میثاق مدینہ کہا جاتا ہے۔ جس میں لکھا گیا تھا کہ سب امن و شانتی سے رہیں گے، کوئی نزع یا جھگڑا ہوگا تو پیارے رسول ﷺ اس کا فیصلہ کریں گے اور باہر سے کوئی حملہ کرے گا تو سب مل کر اس کا مقابلہ کریں گے۔

کفر واسلام کی کشمکش

رسول ﷺ دنیا کے لئے رحمت بن کر آئے تھے، سب کی بھلائی کا پیغام لے کر آئے تھے، سب کو کامیابی اور نجات کا راستہ دیکھاتے تھے۔ سب کے ساتھ نیک سلوک کرتے تھے۔ بڑے ہی رحم دل تھے، پتھر مارنے والوں اور ستانے والوں کو بھی دعائیں دیتے تھے۔ لیکن غلط رسم ورواج کی اندھی تقلید کرنے والے، دنیوی مفادات اور جاہ ومنصب کے لالچی آپ ﷺ کے دشمن بن گئے۔ مشرکین نے گھر بار چھوڑنے پر مجبور کیا۔ مدینہ کے آس پاس کے یہودی جن سے آپ ﷺ کا معاہدہ بھی تھا اور وہ جانتے بھی تھے کہ آپ ﷺ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ عصبیت اور مفاد پرستی کی وجہ سے جان کے دشمن ہو گئے۔ کچھ لوگ زبان سے ایمان کا دعویٰ کرتے تھے۔ لیکن دل سے دشمن بنے ہوئے تھے۔

بدر کی لڑائی

ان سارے لوگوں کے لیے مسلمانوں کا سکون سے رہنا برداشت نہ ہوا۔ خاص کر مکہ کہ مشرکین دشمنی میں سب سے آگے نکل گئے اور مسلمانوں پر دھاوا بول دیا۔ مسلمانوں کو بھی لڑائی کی اجازت مل گئی۔ اسلام اور کفر کی یہ پہلی لڑائی ۱۷ رمضان المبارک ۲ھ کو بدر کے میدان میں ہوئی، جو مدینہ سے ۸۰ میل کے فاصلے پر ہے۔ اس میں کافروں کی تعداد ایک ہزار تھی اور مسلمان صرف تین سو تیرہ تھے۔ کافروں کے پاس لڑائی کے سارے ساز وسامان اور ہتھیار تھے۔ جبکہ مسلمانوں کے پاس ان چیزوں کی کافی کمی تھی۔ مسلمان چونکہ سچے تھے۔ عدل وانصاف قائم کرنے کے لئے لڑ رہے تھے۔ اسی لیے وقت پر اللہ کی مدد آئی، وہ جیت گئے اور مشرکین ہار گئے۔ مشرکین کے بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ ابو جہل مارا گیا، عتبہ مارا گیا، شیبہ مارا گیا، زمعہ مارا گیا، عاص مارا گیا، امیہ مارا گیا۔ ان سارے بڑے بڑے سرداروں کے مارے جانے کی وجہ سے قریش کی طاقت ٹوٹ گئی۔ اس جنگ میں مشرکین کے ستر لوگ مارے گئے اور ستر گرفتار ہوئے اور باقی ہار کر بھاگ گئے۔

اُحد کی لڑائی

بدر میں اللہ کی مدد سے مسلمانوں کو فتح ملی۔ اس کا چرچہ عرب میں پھیلا، لوگ اسلام کی طرف مائل

ہونے لگے۔ پیارے رسول ﷺ دعوت وتربیت اور معاشرہ کی تعمیر وترقی میں لگ گئے۔ دوسری طرف اس لڑائی میں کافروں کی ہار ہوئی تھی، ان کے بڑے بڑے سرداران مارے گئے تھے۔ اس لئے سارا عرب چوکنا بھی ہو گیا تھا اور مشرکین مکہ میں بدلہ کی آگ اور بھڑک اٹھی تھی۔ انہوں نے حملہ کی تیاری اور زور وشور سے شروع کر دی۔ اس کی خبر ملتے ہی نبی کریم ﷺ نے بھی تیاری شروع کر دی۔ مشرکین مکہ نے ایک بڑی فوج لے کر ۳ھ میں مسلمانوں پر دھاوا بول دیا۔ اس لڑائی میں کافروں کی تعداد تین ہزار تھی جبکہ مسلمانوں کی تعداد صرف سات سو تھی۔

مدینہ سے تقریباً ۴ میل کے فاصلے پر احد نامی پہاڑ کے قریب مقابلہ ہوا۔ مسلمانوں کی تعداد کم تھی اور جنگی سامان کی بھی قلت تھی۔ لیکن ان کو اللہ کی ذات پر کامل بھروسہ اور شہادت کا شوق تھا۔ اللہ کی مدد سے مسلمان اس جنگ میں بھی جیت گئے۔ لیکن مسلمانوں کی ایک ٹکری جس کو درہ پر رکھا گیا تھا۔ انہوں نے سمجھا کہ جنگ ختم ہو گئی ہے اور ان میں سے اکثریت نے اپنی جگہ چھوڑ دی۔ کافروں نے موقع پا کر اس طرف سے حملہ کر دیا۔ اس اچانک حملہ سے مسلمان گھبرا گئے۔ مسلمانوں کا بڑا نقصان ہوا، پیارے رسول ﷺ کے بہادر چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سمیت کئی بہادر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے۔ یہ غلط خبر بھی اڑا دی گئی کہ پیارے رسول ﷺ بھی شہید ہو گئے ہیں۔ اس خبر نے مسلمانوں پر بہت برا اثر ڈالا۔ لیکن بہادر صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی جانوں پر کھیل کر پیارے نبی ﷺ کو بچاتے رہے۔ پھر بھی آپ ﷺ کے دو دانت شہید ہو گئے۔ مسلمان پھر سنبھلے اور اللہ کی مدد آئی۔ کافر میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ انہوں نے کفار کا پیچھا کیا۔ اس جنگ میں ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔ جنگ احد کے بعد بھی کافروں سے مسلمانوں کی کئی لڑائیاں ہوئیں۔ مسلمان صرف اور صرف اللہ کی خوشنودی کے مقصد سے لڑتے تھے۔ اسی لئے ہر بار اللہ کی مدد آئی اور مسلمان کو فتح و کامرانی ملی۔

یہودی قبیلے

یہودی جو اپنے نبیوں کی پیشین گوئی کی وجہ سے آخری نبی اور رسول کے منتظر تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ یہ نبی بنی اسرائیل میں آئے۔ جب ان کو یقین ہو گیا کہ وہ آخری نبی تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہیں اور وہ بنو اسمٰعیل میں پیدا ہو گئے ہیں تو حضور ﷺ کے اور مسلمانوں کے جانی دشمن ہو گئے۔ گرچہ ان کے اور مسلمانوں کے درمیان معاہدہ تھا، لیکن اس کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ مسلمانوں کی باتیں کافروں تک پہنچاتے اور کافروں کو مسلمانوں سے لڑنے کے لئے اکساتے تھے۔ ان کو اپنی مدد کا بھروسہ دلاتے اور اپنی طاقت بھر مسلمانوں کی مخالفت کرتے تھے۔

مدینہ کے آس پاس یہودیوں کے تین قبیلے آباد تھے۔ ایک بنی قینقاع، دوسرا قبیلہ بنو نظیر اور تیسرا قبیلہ بنی قریظہ تھا۔ جب ان کی شرارتیں حد سے زیادہ بڑھ گئیں تو رسول ﷺ نے بنی قینقاع کو مدینے سے باہر نکال دیا۔ یہ اپنی ساری زمینیں اور جائداد چھوڑ کر شام چلے گئے۔ لیکن بقیہ قبیلوں نے اس سے سبق حاصل نہیں کیا اور اپنی شرارتیں جاری رکھیں۔ قبیلہ بنو نظیر نے کئی بار رحمت للعالمین ﷺ کو قتل کرنے کی ناپاک کوشش کی۔ ایک بار حضور ﷺ ان کے محلے میں ایک دیوار کے نیچے کھڑے تھے۔ یہودیوں نے چھپ کر اس دیوار سے ایک پتھر آپ ﷺ پر گرانے کی کوشش کی۔ نبی کریم ﷺ کو ان کے اس ناپاک ارادے کی خبر ہوگئی اور وہ وہاں سے فوراً چلے گئے۔ اس طرح سے ان کی یہ گھناؤنی سازش ناکام ہوگئی۔ ایک بار ان لوگوں نے کہلا بھیجا کہ آپ ﷺ اپنے تیس آدمیوں کے ساتھ ہمارے عالموں سے بات کرنے کے لئے آیئے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہمیں تمہارا اعتبار نہیں، تم ایک عہد نامہ لکھ دو، اسی دوران آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ یہ لوگ تلوار لئے لڑنے کو تیار کھڑے ہیں۔ تاکہ آپ ﷺ پہنچیں اور توبہ توبہ یہ لوگ آپ ﷺ کا قتل کر دیں۔ آپ ﷺ واپس آ گئے آخر کار ان لوگوں کی آئے دن کی شرارتوں سے تنگ آ کر حضور ﷺ نے ان کو مدینہ سے باہر نکال دیا۔ یہ لوگ اپنا جتنا مال واسباب اپنے ساتھ لے جا سکتے تھے، اونٹوں پر لاد کر خیبر چلے گئے۔

احزاب کی جنگ

بنی نظیر خیبر پہنچ کر بھی اپنی سازشوں شرارتوں اور حرکتوں سے باز نہ آئے۔ بلکہ ان شرارتوں میں مزید اضافہ ہوتا گیا۔ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف قریش کو بھڑکایا، قبیلۂ غطفان کو لڑائی پر ابھارا اور بنی اسد کو بھی جنگ کے لئے تیار کیا۔ ایک وقت آیا کہ دس ہزار کی بڑی فوج مدینہ پر چڑھائی کے لئے نکل پڑی۔ عربی زبان میں حزب جماعت کو کہتے ہیں اور احزاب اس کی جمع ہے۔ اس لڑائی کو احزاب اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں کافروں کی تقریباً تمام جماعتیں مسلمانوں سے لڑنے کے لئے مل گئی تھیں۔ یہ لڑائی

۵ھ میں ہوئی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کو جب اس لڑائی کی تیاری کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے حسب معمول صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ جب دشمن کی تعداد زیادہ ہوتو ایران میں خندق کھود کرلڑنے کا طریقہ اپنایا جاتا ہے۔ سب کو یہ رائے پسند آئی، جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ مدینہ تین اطراف سے کھجوروں اور مکانوں سے گھرا ہوا ہے۔ صرف ایک طرف کھلا ہوا ہے چنانچہ طے پایا کہ اس طرف خندق کھودی جائے۔ اس لڑائی کو غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ مسلمان اس میں خندق کھود کرلڑے تھے۔

تین ہزار مسلمان بیس دن تک مسلسل اس کام میں لگے رہے۔ خود پیارے رسول ﷺ بھی خندق کھودنے میں شریک رہے۔ کھودتے ہوے ایک ایسی چٹان آ گئی جو کسی طرح بھی ٹوٹنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ حضور ﷺ نے کدال اپنے ہاتھ میں لی اور ایسا مارا کہ چٹان ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔

کافروں نے تین اطراف سے مدینہ پر حملہ کردیا۔ بیس دنوں تک مدینہ کے گرد گھیرا ڈالے رہے۔ لیکن شہر کے اندر جانے کا کوئی راستہ نہ پاتے تھے۔ ایک جگہ خندق کی چوڑائی کچھ کم تھی ایک کافر گھوڑا دوڑا کر اندر آ گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تلوار کا ایسا وار کیا کہ وہ وہیں ڈھیر ہوگیا۔ مسلمانوں نے اپنی عورتوں اور بچوں کو الگ قلعہ میں محفوظ کر کر دیا تھا۔ قبیلہ بنی قریظہ کے لوگوں نے سمجھا کہ مسلمان تو میدان جنگ میں ہیں کیوں نہ اس قلعہ پر قبضہ کرلیا جائے۔ ایک یہودی قلعہ کے دروازے تک پہنچ بھی گیا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے یہودی کو دیکھا تو آگے بڑھ کر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس کا کام تمام ہوگیا اور اس کا سر کاٹ کر میدان میں پھینک دیا۔ بنی قریظہ کے لوگوں نے سمجھا کہ یہاں بھی حفاظت کے لئے کچھ لوگ ہیں۔ لہذا یہاں جانے کی ان کو ہمت نہیں ہوئی۔ ادھر دن جوں جوں گذرتا گیا کفار کے کھانے پینے کی اشیاء بھی ختم ہوتی گئیں، لوگوں میں بددلی پھیلنے لگی پھر ایک ایسی زوردار آندھی آئی کہ دشمن کی ہانڈیاں الٹ گئیں، خیمہ کی رسیاں اکھڑ گئیں، سردی بلا کی تھی، دشمنوں نے ہمت ہار دی۔ بنی قریظہ ساتھ چھوڑ کر اپنے قلعہ میں چلے گئے۔ قریش بھی واپس چلے گئے بچے ہوئے کافروں کی ہمت پست ہو گئی، عاجز آ کر انہوں نے صلح کر لی۔

غزوہ بنو قریظہ

رسول اللہ ﷺ غزوہ خندق سے واپس آ کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں غسل فرما رہے تھے

کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: "کیا آپ ﷺ نے ہتھیار رکھ دیئے ہیں؟ حالانکہ فرشتوں نے ابھی ہتھیار نہیں رکھے ہیں اور میں بھی قریش کا تعاقب کر کے بس واپس چلا آ رہا ہوں۔ اٹھئے! اور اپنے رفقاء کو لے کر بنو قریظہ کا رخ کیجئے۔ میں آگے آگے جا رہا ہوں۔ ان کے قلعوں میں زلزلہ برپا کروں گا اور ان کے دلوں میں رعب ڈالوں گا۔" یہ کہ کر حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے جلو میں روانہ ہو گئے۔

نبی ﷺ نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ اعلان کروادیا کہ جو لوگ سمع وطاعت پر قائم ہیں وہ عصر کی نماز بنو قریظہ ہی میں پڑھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کا انتظام حضرت ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو سونپا اور روانہ ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیکر آگے روانہ فرمایا۔ بنو قریظہ کے قلعوں کے قریب پہنچے تو بنو قریظہ نے گالیوں کی بوچھاڑ کر دی۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے اعلان سنا تو فوراً بنو قریظہ کا رخ کیا۔ راستے میں عصر کی نماز کا وقت آ گیا تو بعض نے نماز پڑھ لی جبکہ بعض لوگوں نے وہیں پہنچ کر مغرب یا عشا کے وقت عصر کی نماز پڑھی۔ جب بنو ُریظہ کے قلعوں کا محاصرہ ہو گیا تو ان کے سردار کعب بن اسد نے ان کے سامنے تین متبادل تجویزیں پیش کیں۔

ا۔ یا تو اسلام قبول کر لیں، ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ واللہ تم پر یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔

۲۔ یا اپنے بیوی بچوں کو خود قتل کر دیں۔ پھر پوری طاقت سے لڑیں۔ یہاں تک کہ یا تو قتل ہو جائیں یا فتح حاصل کریں۔

۳۔ یا سنیچر کے دن حملہ کریں۔ مسلمان سمجھیں گے کہ اس دن حملہ نہیں کیا جائے گا اور لڑائی کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ لیکن بنو قریظہ نے ان کی بات نہیں مانی۔

لیکن محاصرہ سے خوفزدہ ہو کر اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ مردوں کو باندھ دیا جائے۔ عورتوں اور بچوں کو الگ کر دیا جائے۔ یہ قبیلہ اوس کے حلیف تھے۔ چنانچہ قبیلہ اوس کے لوگوں نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ ہمارے بھائی خزرج کے حلیف بنو قینقاع کے ساتھ جو سلوک فرمایا تھا وہی ان کے ساتھ بھی کیا
جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا آپ لوگ اس پر راضی نہیں ہیں کہ ان کے متعلق آپ ہی کا ایک آدمی فیصلہ کرے؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں! پھر آپ ﷺ نے یہ معاملہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا۔ انہوں نے

ان جرائم کی سنگینی اور تسلسل کو دیکھتے ہوے فیصلہ دیا کہ مردوں کو قتل کر دیا جائے، عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا جائے اور اموال تقسیم کر دیئے جائیں۔ اسی فیصلے پر عمل ہوا۔

ہجرت کے بعد ان پانچ سالوں کی مدت میں جہاں ایک طرف یہ کشمکش جاری تھی۔ وہیں دوسری طرف دعوتی اور تربیتی کام بھی بڑی تیزی سے ہو رہا تھا۔ احکامات وفرامین بھی نازل ہو رہے تھے۔ ایک صالح معاشرہ کی بنیاد بھی مضبوط ہو رہی تھیں۔ اس طرح یہ چھوٹی سی مثالی ریاست دن بدن مضبوط ہوتی چلی گئی۔

مشق

(الف) جواب دیجئے۔

۱۔ پیارے رسول ﷺ مکہ میں کتنے سالوں تک دعوت وتبلیغ کا کام انجام دیتے رہے؟
۲۔ ہجرت میں آپ ﷺ کے ساتھ کون تھے؟
۳۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو کس طرح سے دعوت دیتے تھے؟
۴۔ ہجرت کے دوران آپ ﷺ نے کس غار میں کتنے دنوں تک ٹھہرے تھے؟
۵۔ آپ ﷺ کی اونٹی کس صحابی رضی اللہ عنہ کے گھر جا کر بیٹھی تھی؟
۶۔ مدینہ جا کر آپ ﷺ نے سب سے پہلے کون سا کام انجام دیا؟
۷۔ مدینہ کے پہلے مدرسہ کا نام کیا تھا؟
۸۔ انصار و مہاجرین کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
۹۔ میثاق مدینہ کس کو کہتے ہیں؟ یہ معاہدہ کن کے ساتھ اور کیوں کیا گیا تھا؟
۱۰۔ کفر اور اسلام کی کشمکش سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟
۱۱۔ اسلام اور کفر کی پہلی لڑائی کا نام کیا ہے، یہ کب اور کہاں ہوئی؟
۱۲۔ جنگ احد کے بارے میں اختصار سے لکھیں۔
۱۳۔ مدینہ کے آس پاس کتنے یہودی قبائل آباد تھے؟

۱۴۔غزوۂ احزاب کی وجہٗ تسمیہ کیا ہے؟
۱۵۔کس صحابیہ رضی اللہ عنہا نے یہودی کو قتل کر کے قلعہ کے باہر پھینک دیا تھا اور اس کا دشمن پر کیا اثر پڑا تھا؟
(ب) درج ذیل کلمات کو غور سے پڑھیے اور صحیح جوڑے ملایئے۔

- مدینہ — ہجرت سے پہلے کا زمانہ جب پیارے رسول ﷺ مکہ میں مقیم تھے۔
- مکی دور — پیارے رسول ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ دشمن کے اندیشے سے ٹھہر گئے۔
- غارِ ثور — ہجرت کے بعد کا زمانہ جب نبی ﷺ نے مدینہ میں سکونت اختیار کر لی۔
- مدنی دور — یثرب
- مسجد نبویؐ — انصار و مہاجرین کے درمیان قائم کر دی۔
- مواخاۃ — ۱۷/رمضان المبارک ۲/ہجری کو بدر میں پیش آئی۔
- پہلی جنگ — مدینہ کی سب سے پہلی مسجد
- بنو نظیر — مدینہ سے چار میل کے فاصلے پر واقع ہے۔
- احد کی پہاڑی — یہودیوں کا قبیلہ جس نے نبی پاک ﷺ پر قاتلانہ حملہ کی سازش کی۔

(ج) درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیے۔

جاہ و منصب /عصبیت/ مفاد پرستی/ عدل و انصاف/ اقبال پیدا ہونا/ تعمیر و ترقی چوکنا
دھاوا بولنا /نظام عدل/ پیشین گوئی/ مواخاۃ/ حسب معمول/ کشمکش/ فرامین۔

(د) خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے۔

ہجرت کے بعد ان ......سالوں کی .... میں جہاں ایک طرف یہ............ جاری تھی۔ وہیں دوسری طرف ....اور............کام بھی بڑی تیزی سے ہو رہا تھا۔............وفرامین بھی............ ہو رہے تھے۔ایک صالح معاشرہ کی .... بھی مضبوط ہو رہی تھی۔ یہ چھوٹی سی مثالی .... دن بدن............ہو رہی تھی۔

سبق (۱۵)

اولادِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اولاد اللہ کی طرف سے ایک نعمت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تین بیٹے قاسم، عبداللہ اور ابراہیم عطا کئے۔ یہ سب کے سب بچپن ہی میں انتقال فرما گئے تھے۔ بعض محققین ان کی تعداد پانچ بتاتے ہیں اور دو کے نام طیب اور طاہر بتاتے ہیں۔ جبکہ اکثر محققین کی رائے ہے کہ طیب اور طاہر عبد اللہ ہی کو کہا جاتا ہے۔

۱۔ قاسم رضی اللہ عنہ: یہ اللہ کے رسول ﷺ کے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں۔ انہیں کے نام سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم مشہور ہوئی۔ دو سال کی عمر میں قاسم رضی اللہ عنہ نے اس دنیا فانی کو الوداع کہا اور اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

۲۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ: یہ نبی کریم ﷺ کے دوسرے صاحبزادے ہیں۔ انہیں کو طیب اور طاہر بھی کہا جاتا ہے۔ یہ چھ ماہ آٹھ دن زندہ رہے۔ انہوں نے طائف میں وفات پائی۔

۳۔ ابراہیم رضی اللہ عنہ : ابراہیم رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری اولاد ہیں۔ یہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے۔ نبی ﷺ نے ساتویں روز ان کا عقیقہ کیا۔ دو مینڈھے ذبح کرائے۔ سر کے بال منڈوائے اور بالوں کے برابر چاندی صدقہ کیا۔ ابراہیم نام رکھا۔ تقریباً سولہ ماہ زندہ رہے اور ۱۰/ ہجری میں انتقال ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ کو اللہ نے چار صاحبزادیاں عطا فرمائیں۔ یہ سب صاحب اولاد ہوئیں اور دین کی بڑی خدمت کیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ابراہیم رضی اللہ عنہ کے علاوہ ساری اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تھیں۔ ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ماں حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

۱۔ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا: یہ اللہ کے رسول ﷺ کی بڑی صاحبزادی ہیں۔ اعلان نبوت کے ساتھ ہی ایمان لے آئیں۔ ان کی شادی ان کے خالہ زاد بھائی حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ بن ربیع سے ہوئی، ان سے ایک بیٹا علی اور بیٹی امامہ پیدا ہوئیں۔ جن سے اللہ کے رسول ﷺ شدید محبت کرتے تھے۔ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی ۸/ ھ میں وفات ہو گئی۔ پیارے رسول ﷺ نے ان کی

نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت علی بن ابو العاص رضی اللہ عنہما کی کم عمری ہی میں وفات ہوگئی۔ حضرت امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہما کی شادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب سے اور ان کی شہادت کے بعد حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور انہیں کے یہاں وفات ہوئی۔ ان کی کوئی اولاد زندہ نہ رہی۔

۲۔ حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا: حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بعد پیدا ہوئیں، اعلان نبوت سے پہلے ابولہب کے بیٹے عتبہ سے شادی ہوئی تھی اور جب اللہ کے رسول ﷺ اسلام کی دعوت کا کام شروع کیا تو ابولہب نے دشمنی میں اپنے بیٹے سے طلاق دلوادی۔ دوبارہ ان کی شادی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ ان سے عبداللہ پیدا ہوئے جو چھ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب حبشہ کی طرف ہجرت کی تو وہ بھی ساتھ تھیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے بعد عثمان پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ ہجرت کی ہے۔ پھر جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو یہ دونوں بھی ہجرت کر کے مدینہ پہنچ گئے۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا غزوۂ بدر کے وقت بیمار ہوگئیں۔ ان کی تیمارداری کے لئے اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں رکنے کے لئے کہا۔ لیکن جب نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بدر میں جہاد کر رہے تھے کہ ان کا انتقال پُر ملال ہوگیا اور فتح بدر کی خوش خبری جب مدینہ پہنچی تو اس وقت لوگ انہیں دفن کر کے واپس ہو رہے تھے۔

۳۔ حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا: یہ پیارے رسول ﷺ کی تیسری بیٹی ہیں۔ اعلان نبوت کے ساتھ ہی اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ ایمان لائیں۔ ان کی شادی بھی پہلے ابولہب کے دوسرے بیٹے عتیبہ سے ہوئی۔ جس نے اپنے دشمن اسلام باپ ابولہب کے کہنے پر طلاق دیدی۔ پھر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے شادی ہوئی۔ اسی شرف کی وجہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین (دونور والے) کہا جاتا ہے۔ چھ سال کی مدت تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی رفاقت رہی۔ ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور ۹/ھ میں وفات ہوئی۔ نماز جنازہ خود

رسول اللہ ﷺ نے پڑھائی۔

۴۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی اور چہیتی بیٹی تھیں۔ ان کے کئی القاب ہیں۔ ان میں سے زہرہ، بتول اور طاہرہ بہت مشہور ہیں۔ اپنی چال ڈھال، نشست و برخواست اور عادات واطوار میں رسول اللہ ﷺ سے کافی مشابہ تھیں۔ غزوۂ بدر کے بعد پندرہ سال کی عمر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کی شادی ہوئی، ان کی پانچ اولاد ہوئیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ، حضرت محسن رضی اللہ عنہ، حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا۔ محسن کی وفات بچپن ہی میں ہوگئی تھی۔ رسول رحمت ﷺ کے انتقال کے چھ ماہ بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

مشق

(الف) جواب دیجیے۔

(۱) رسول اللہ ﷺ کے کتنے بیٹے تھے؟ ان کے نام بھی تحریر کیجئے۔

(۲) طیب اور طاہر کن کا لقب تھا؟

(۳) کس بیٹے کا انتقال کتنی عمر میں ہوا؟

(۴) رسول اللہ ﷺ کی کتنی بیٹیاں تھیں؟

(۵) حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بارے میں آپ جو کچھ جانتے ہیں، تحریر کیجیے۔

(۶) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی پہلے کن سے شادی ہوی اور علیحدگی کیوں ہوئی؟

(۷) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کیوں کہا جاتا ہے؟

(۸) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال کب ہوا؟ ان کو اللہ نے کتنی اولاد سے نوازا؟

(۹) حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات کب ہوئی؟

(۱۰) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اللہ نے کتنی اولاد سے نوازا اور حضرت محسن رضی اللہ عنہ کی وفات کب ہوئی ؟

(۱۱) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خوبیاں جو آپ جانتے ہوں، تحریر کیجیے۔

(ب) مندرجہ ذیل جملوں کو صحیح کر کے تحریر کیجیے۔

- اولاد اللہ کی طرف سے ایک زحمت ہے۔
- رسول اللہ ﷺ کے سارے بیٹے جوانی کی عمر میں پہنچ کر انتقال کئے۔
- حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کی ساری اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئیں۔
- حضرت امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہما کی شادی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور ان کی شہادت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔
- حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کی وجہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو پیارے نبی ﷺ نے غزوہ بدر میں شرکت سے روک دیا تھا۔
- حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی چال ڈھال نبی ﷺ سے ملتی تھی۔
- حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی سب سے بڑی بیٹی تھیں۔
- غزوہ بدر کے پچیس سال بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوئی؟
- حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سات اولاد تھیں۔
- رحمت عالم ﷺ کے انتقال سے چھ ماہ قبل حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی۔

(ج) درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیے۔

نعمت / منصب / سرفراز / غنی / فانی / ذوالنورین / رفاقت / طاہرہ
نشست و برخواست / مشابہ۔

سبق (۱۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

نام عائشہ، لقب صدیقہ اور کنیت ام عبداللہ تھی۔ والد محترم کا نام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ کا نام حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جس گھر میں اپنا ہوش سنبھالا اور پرورش پائی وہ گھر پہلے سے ہی اسلام کا گہوارہ تھا۔ باپ ایسی عظیم المرتبت ہستی جن کی محبوب کبریا جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رفاقت کا تذکرہ قرآن پاک میں آیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ہجرت سے تین سال پہلے ان سے نکاح کیا اور ہجرت کے بعد ان کی رخصتی ہوئی۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جس گھر میں رخصت ہو کر آئیں وہ بنی نجار کے محلے میں مسجد نبوی کے اطراف میں چند چھوٹے چھوٹے حجرے تھے۔ ان میں ایک حجرہ آپ رضی اللہ عنہا کا کمرہ تھا۔ یہ مسجد سے مشرق کی جانب تھا۔ حجرے کی چوڑائی چھ سات ہاتھ سے زیادہ نہ تھی۔ دیوار مٹی کی تھی، چھت میں کھجور کی ٹہنیاں اور پتے رکھ دیے گئے تھے۔ برسات کے دنوں میں اس سے بچنے کے لئے کمبل رکھ دیا جاتا تھا۔ کمرہ اتنا اونچا تھا کہ کوئی ہاتھ اوپر کو اٹھائے تو ہاتھ چھت کو چھو جائے۔ دروازہ بس ایک پٹ کا کواڑ تھا۔ پردے کے طور پر صرف ایک کمبل لٹکا دیا گیا تھا۔ ایک چٹائی، ایک بستر، ایک چھال بھرا تکیہ، کھجور رکھنے کے لئے ایک برتن، پانی کے لئے ایک مشکیزہ اور پانی پلانے کے لئے ایک پیالہ تھا۔ یہ تھا کل سرمایا جو نبی ﷺ کے گھر میں موجود تھا۔ جس دن رسول اللہ ﷺ دنیا سے رخصت ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر پورے دن کے گذارے کا سامان بھی نہیں تھا۔

آپ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی سب سے کم عمر زوجہ مطہرہ تھیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ نو سال گذارے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ازواج مطہرات میں ممتاز حیثیت حاصل ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بچپن میں گڑیا سے کھیلنا اور جھولا جھولنا پسندیدہ کھیل تھا۔ ایک روز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا گڑیوں کے ساتھ کھیل میں مشغول تھیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے

آئے۔گڑیوں میں ایک پروں والا گھوڑا بھی تھا۔فرمایا: ''عائشہ یہ کیا ہے؟'' عرض کی کہ یہ گھوڑا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''گھوڑے کے تو پر نہیں ہوتے۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ نے برجستہ کہا: ''حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پروں والے گھوڑے تھے۔'' یہ جواب سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے ساختہ مسکرائے۔اس واقعہ سے ان کی حاضر جوابی اور تاریخی معلومات کا اندازہ ہوتا ہے۔حافظہ اس قدر تیز تھا کہ جو بات ایک دفعہ سن لیتیں وہ مدتوں یاد رہتی۔ہجرت کے وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر کم تھی،لیکن قوت حافظہ اس قدر تیز تھا کہ ہجرت کا ہر معاملہ ان کے دماغ پر نقش تھا۔

سخاوت وفیاضی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بہت ہی نرم دل،نرم طبیعت اور کھلے ہاتھ کی مالک تھیں۔حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا دونوں بہنیں بہت فیاض،کشادہ دل اور سخی تھیں۔ان کے پاس جو کچھ آتا غریبوں میں تقسیم کر دیتیں۔دونوں بہنوں میں فرق صرف یہ تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب کچھ رقم جمع ہو جاتی تو تقسیم کرتیں اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس جیسے ہی کچھ آتا اللہ کی راہ میں خیرات کر دیتیں۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک ہی مجلس میں ستر ہزار درہم اللہ کی راہ میں تقسیم کر دیا اور اپنا وہ کپڑا جس میں درہم تھا سب کے سامنے جھاڑ دیا۔حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے شام سے ایک لاکھ درہم بھیجے۔رات سے پہلے پہلے سب کے سب درہم اللہ کی راہ میں خرچ کر دیئے۔اس دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا روزہ تھا۔خادمہ نے کہا ،اس میں سے کچھ افطاری کے لئے رکھ لیا ہوتا۔فرمایا تم نے مجھے پہلے یاد دلایا ہوتا۔اسی طرح حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ایک لاکھ درہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجے،آپ رضی اللہ عنہا نے اسے بھی اسی وقت تقسیم کر دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بہت محبت اور شفقت تھی۔وہ بھی اپنی خالہ کی خدمت خلوص دل اور بڑے شوق سے کیا کرتے تھے۔ایک بار ان کی

سخاوت دیکھ کر کہا کہ خالہ جان کے ہاتھ کو روکنا ہوگا۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس بات کی خبر ہوئی تو بہت ناراض ہوئیں۔ کافی عرصہ تک ان سے خفا رہیں کہ یہ مجھے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے روکے گا۔ بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے، مجھے اس بھلے کام سے کیوں کر روک سکتا ہے؟ بڑی مشکل سے آپ رضی اللہ عنہا کا غصہ ٹھنڈا ہوا اور انہیں معاف کیا۔

خدمت حدیث

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا علم وفضل کے اعتبار سے بڑے بلند مقام پر فائز تھیں۔ ان سے دینی مسائل دریافت کرنے کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صحابیات رضی اللہ عنہن آتی تھیں۔ سینکڑوں صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہا سے روایات نقل کی ہیں۔

حقیت یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پوری امت کی عورتوں سے زیادہ عالم فاضل اور فقیہہ تھیں۔ کیونکہ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر میں پرورش پائی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست فیض یاب ہوئیں۔ ان کا حجرہ وحی الٰہی کے نزول کا محور ومرکز رہا اور وہ قرآنی آیات کے اسباب نزول کی عینی شاہد تھیں۔

وفات:

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ۱۷؍رمضان المبارک ۵۸؍ہجری منگل کے دن اس دارفانی کو الوداع کہا اور جنت الفردوس کی راہ لی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ دفن کرنے سے پہلے عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم اور عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم قبر میں اترے اور اپنے ہاتھوں سے ام المومنین کو قبر میں اتارا۔

مشق

(الف) جواب دیجیے۔

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا لقب اور ان کی کنیت کیا تھی؟

۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے والدین کے نام بتائیے۔

۳۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کب ہوا اور رخصتی کب ہوئی؟

۴۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ مسجد سے کس جانب تھا؟

۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پیارے رسول ﷺ کے ساتھ کتنے سال گذارے؟

۶۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فیاضی میں کیا فرق تھا؟

۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کیوں ناراض ہوگئی تھیں؟

۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کس طرح سے حدیث کی خدمت کی؟

۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات کب ہوئی؟

۱۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی۔

(ب) مناسب الفاظ سے خالی جگہ کو پُر کیجیے۔

- .... پوری امت کی عورتوں سے زیادہ عالم فاضل اور فقیہہ تھیں۔
- ہجرت کے وقت آپ رضی اللہ عنہا کی .... کم تھی۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بہت ہی .... نرم طبیعت اور کھلے ہاتھ کی .... تھیں۔
- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے شام سے .... بھیجے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ وحی الٰہی کے نزول کا .... تھا۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کو .... میں دفن کیا گیا۔

(ج) مناسب جوڑے ملایئے۔

○ گڑیا سے کھیلنا اور جھولا جھولنا	نبی ﷺ کی سب سے کم عمر زوجہ
○ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا	پیارے رسول ﷺ کی بیویاں
○ امہات المومنین	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے ساتھی۔
○ صحابی	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا پسندیدہ کھیل

کچھ کرنے کا کام

آپ اپنے استاد سے پوچھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ کے مزید کارناموں کو اپنی کاپی میں لکھیئے۔

سبق (۱۷)

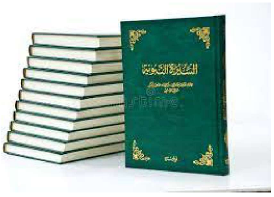

حدیث

اللہ تعالیٰ نے پوری دنیا کے سارے انسانوں کی قیامت تک ہدایت ورہنمائی کے لئے حضرت محمدﷺ کو اپنا آخری نبی بنا کر بھیجا ہے۔ آپﷺ پر اپنی آخری کتاب قرآن نازل فرمایا۔ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ ۲۳ سال کی مدت میں قرآن نازل کیا گیا۔ اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ پاک نے لی ہے۔ رسولﷺ خود قرآن پاک حضرت جبرئیل علیہ السلام سے سنتے اسے یاد کر لیتے، جو صحابی رضی اللہ عنہ لکھنا جانتے تھے، ان سے اس کو لکھوا کر محفوظ کر لیتے تھے۔ اس کی خود تلاوت کرتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی یاد کرنے کو کہتے۔ اس کی تعلیم دیتے، اس کی تشریح فرماتے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''رسولﷺ جو کچھ دے اسے لے لو اور جس سے روکے اس سے رک جاؤ۔'' دوسری جگہ فرمایا: ''پیارے رسولﷺ میں تمہارے لئے بہترین اسوہ ہے۔'' یعنی پیارے رسولﷺ جو کریں اس کو کرو، جس سے روکیں اس سے رک جاؤ اور آپﷺ کو ہر کام میں اپنا نمونہ بناؤ۔

اللہ کے پیارے رسول حضرت محمدﷺ ۲۳ سالوں تک لوگوں کو دین کی دعوت دیتے رہے۔ جو ایمان لاتا ان کا تزکیہ فرماتے جو حکم آتا اس پر عمل کرتے اس کو کرنے کا حکم دیتے۔ اس کو کرنے کا طریقہ بتاتے۔ قرآن کی تعلیم دیتے اس کے احکامات پر عمل کرتے اور کرنے کا حکم دیتے۔ آپﷺ کے سامنے کوئی صحابی رضی اللہ عنہ یا صحابیہ رضی اللہ عنہا کچھ کرتیں اگر وہ صحیح ہوتا تو اس پر خاموشی اختیار کرتے اور اگر غلط ہوتا تو اس کی اصلاح فرما دیتے۔

نبی کریمﷺ نے جو کچھ کہا جو کچھ کیا اور جن باتوں پر خاموشی اختیار کی ان سب کو حدیث کہتے ہیں۔ اگر حدیث نہ ہوتی تو ہم دین کی صحیح روح نہیں سمجھ پاتے، اس پر عمل کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ جیسے کہ اللہ نے حکم دیا کہ نماز پڑھو۔ لیکن کس طرح پڑھیں، کتنی رکعت پڑھیں؟ یہ پیارے رسولﷺ نے سکھایا اور

کر کے دیکھایا۔ اللہ تعالی نے حج کا حکم دیا اور حضور پاک ﷺ نے حج کا طریقہ بیان فرما دیا اور خود کر کے دیکھایا۔ زکوٰۃ کا حکم قرآن میں ہے۔ لیکن کتنے مال میں کتنی زکوٰۃ دیں اور کب زکوٰۃ فرض ہوگی؟ یہ سب پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا۔ مختصراً یہ کہ ہم حدیث کے بغیر اسلام کے احکام پر عمل نہیں کر سکتے ہیں۔ اس سے حدیث کی غیر معمولی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ اسی لئے ہم حدیث کو پڑھتے ہیں اس کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

پیارے نبی ﷺ کی باتیں آپ ﷺ کے گھر والے، رشتہ دار اور صحابیات رضی اللہ عنہن اور صحابہ رضی اللہ عنہم غور سے سنتے یاد کرتے اور آپ ﷺ کے ہر کام کو دھیان سے دیکھتے۔ جو بات کسی کی سمجھ میں نہ آتی وہ آپ ﷺ سے پوچھتے۔ آپ ﷺ کبھی بتاتے اور کبھی کر کے دکھاتے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم ان باتوں کو یاد رکھتے۔ نبی ﷺ کبھی کسی کام کو کرنے کا حکم دیتے، کسی کام سے روکتے، کبھی قرآن کے کسی حکم کو کھول کر بیان کرتے اور کبھی کسی حکم پر عمل کرنے کا طریقہ بتاتے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم ان باتوں کو یاد کر لیتے۔ خود عمل کرتے اور دوسروں کو بتاتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ باتیں بعد کے لوگوں تک پہنچیں۔ پھر کچھ لوگ پیدا ہوئے جن کو اللہ نے توفیق دی انہوں نے حدیث کو جمع کرنے کا کام شروع کر دیا۔ اللہ کے ان نیک بندوں نے یہ کام پوری امانت داری و دیانت داری سے انجام دیا۔ جن لوگوں نے حدیث کو جمع کیا، ان کو یاد کیا، کتابوں میں لکھا اور حدیث کی کتابیں مرتب کیں۔ انہیں محدثین کہتے ہیں جو محدث کی جمع ہے۔ کچھ مشہور محدثین یہ ہیں (۱) حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ (۴) حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (۵) حضرت امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ (۶) حضرت امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ (۷) حضرت امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ۔ ان کی کتابیں بہت مشہور ہیں۔ محدثین نے بڑی محنت سے حدیثیں جمع کی ہیں۔ ایک ایک حدیث جمع کرنے کے لئے مہینوں سفر کیا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ محدثین کا ہم پر بڑا احسان ہے۔ ان کی سخت کوششوں سے اور سخت محنت و لگن کی وجہ سے پیارے نبی ﷺ کی ایک ایک بات، ایک ایک کام غرض ساری چیزیں آج حدیث کی کتابوں میں محفوظ ہیں۔ ہم حدیث پڑھ کر پیارے رسول ﷺ کے اعلی اخلاق و کردار، دن رات کے سارے کام اور پوری زندگی معلوم کر سکتے ہیں۔ اس بہتر اور مکمل نمونہ کی اتباع کر کے ہم کامیاب ہو سکتے ہیں۔

مشق

(الف) جواب دیجیے۔

۱۔ حدیث کسے کہتے ہیں؟

۲۔ اللہ نے قرآن کی حفاظت کا انتظام کس طرح سے کیا ہے؟

۳۔ رسول اللہ ﷺ کتنے سالوں تک دعوت کا کام انجام دیتے رہے؟

۴۔ اگر حدیث نہ ہوتی تو کیا ہوتا؟

۵۔ محدث کسے کہتے ہیں؟

۶۔ آپ نے اس سبق میں کتنے محدثین کا نام پڑھا؟ سب کے نام لکھیئے۔

۷۔ محدثین کا ہم پر کیا احسان ہے؟

۸۔ حدیث اور قرآن میں کیا فرق ہے؟

(ب) درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیے۔

محدث / غیر معمولی / اعلیٰ / غرض / احسان / صحابہ / مجید / احسان / دعوت

(ج) خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے۔

اللہ تعالی نے پوری دنیا کے.................. کی قیامت تک .... کے لئے حضرت محمد ﷺ کو اپنا آخری نبی بنا کر بھیجا ہے۔ آپ ﷺ پر اپنی آخری کتاب .... نازل فرمایا۔ قرآن اللہ کا .... ہے ،حضرت .... کے ذریعہ ۲۳ سال کی مدت میں قرآن نازل کیا گیا، اس کی حفاظت کی .... خود اللہ پاک نے لی ہے۔ رسول ﷺ خود قرآن پاک .... سے سنتے اسے یاد کر لیتے ، جو........... لکھنا جانتے تھے وہ ان سے اس کو لکھوا لیتے تھے۔ اس کی خود تلاوت کرتے اور........... سے بھی یاد کرنے کو کہتے۔ اس کی تعلیم دیتے، اس کی .... فرماتے ،قرآن مجید میں .... نے فرمایا: رسول جو کچھ دے اسے لے لو اور جس سے روکے اس سے رک جاؤ۔ دوسری جگہ فرمایا:................. میں تمہارے لئے بہترین .... ہے۔

سبق (۱۸)

مسلمانوں کے حقوق

مسلمان آپس میں کئی رشتوں میں بندھے ہوئے ہیں۔ایک رشتہ تو یہ ہے کہ ان کا خالق ایک ہے۔اسی طرح ان کے ماں باپ ایک ہیں، ان کا دین ایک ہے، ان کا کعبہ ایک ہے، ان کے نبی ایک ہیں، ان کا قرآن ایک ہے اور ان کو ایک ہی مشن اور مقصد سونپا گیا ہے۔اتنا ہی نہیں بلکہ ان کے مفادات ایک ہیں اور نقصان بھی ایک۔وہ اس دھرتی پر ایک ایسی امت اور ایک ایسی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جس کو سب سے بہتر امت کہا گیا ہے۔

اسی لیے ضروری ہے کہ ان کے آپس کے تعلقات مضبوط سے مضبوط تر ہوں۔تاکہ یہ اپنے مقصد کے حصول میں کامیاب ہوں۔اس کے لئے ضروری ہے کہ یہ ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں اور اپنے فرائض بھی پوری احساس ذمہ داری کے ساتھ ادا کریں۔جب تک وہ ایسا نہ کریں گے وہ سچے پکے مسلمان نہیں ہو سکتے۔رب کریم نے مسلمانوں کے مسلمانوں پر جو حقوق ہیں وہ اپنی کتاب قرآن میں لکھ دیئے ہیں۔اللہ کے نبی حضرت محمد ﷺ نے بھی اپنے صحابہ رضوان اللہ اجمعین کو بتا دیئے ہیں۔جو حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔مسلمانوں کے مسلمانوں پر بہت سے حقوق ہیں ان میں سے کچھ اہم کو ذیل میں تحریر کیا جا رہا ہے۔

- ☆ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے بھائی کی بھلائی چاہے، اس کی بھلائی کے لیے کام کرے اور اپنے مسلمان بھائی کے لیے اللہ سے دعا بھی کرے۔
- ☆ مسلمانوں کو چاہیئے کہ آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرے اور اپنے مسلمان بھائی کے بارے میں اچھا گمان رکھے۔دین اور خیر کے کام میں ایک دوسرے کا ہاتھ بٹائے۔نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔
- ☆ مسلمانوں کا مسلمانوں پر حق ہے کہ وہ ایک دوسرے کو اپنی زبان اور اپنے ہاتھ سے نقصان نہ پہنچائے۔
- ☆ اگر مسلمانوں کے دو گروہ میں اختلاف اور جھگڑا ہو جائے تو ان کے درمیان اصلاح کرائے۔

اگر کوئی زیادتی کرے تو مظلوم کے ساتھ مل کر اس کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرے۔جب

وہ مان جائے تو اس پر ظلم نہ کرے۔

☆ ایک دوسرے کو نیکی اور بھلائی کی تذکیر کرے۔

☆ کوئی بھائی مصیبت میں ہو تو اس کی مدد کرے، اس کی عزت و آبرو کی حفاظت کرے اور اس کے عیب کی پردہ پوشی کرے۔

☆ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

☆ کوئی فقر و فاقہ کا شکار ہو تو خوش دلی سے اس کی مدد کرے۔

☆ جب ملاقات ہو تو سلام کرے خبر و خیریت معلوم کرے۔

☆ جب وہ دعوت دے تو دعوت قبول کرے۔ چاہے وہ کھانے پر بلائے یا بات چیت اور مشورہ کے لئے بلائے۔

☆ اسی طرح سے جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے، چھینک کے بعد الحمدللہ کہے تو اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہے۔

☆ اس کا انتقال ہو جائے تو اس کی نماز جنازہ میں شریک ہو۔

مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے صرف حقوق ہی ادا نہیں کرتے ۔ بلکہ اپنے اوپر ایک دوسرے کو ترجیح دیتے ہیں۔ جب تک مسلمان اس روش پر قائم رہے ان کے تعلقات مستحکم اور مضبوط رہے۔ جیسے سیسہ پلائی ہوئی دیوار۔ ان کا معاشرہ دنیا کے لئے ایک مثالی معاشرہ تھا۔ آج بھی ضرورت ہے کہ ہم ایک دوسرے کے حقوق کو ادا کریں۔ بلکہ اپنے بھائی کو اپنے اوپر ترجیح دیں۔ اس طرح اللہ بھی ہم سے خوش ہوگا۔ ہمارے تعلقات بھی مضبوط ہوں گے۔ اللہ ہم سب کو اس کی توفیق عطا کرے آمین۔

مشق

(الف) جواب دیجیے۔

۱۔ مسلمان آپس میں کتنے رشتوں میں بندھے ہوئے ہیں؟

۲۔ مسلمانوں کے آپسی تعلقات مضبوط ہونے کے کیا فائدے ہیں؟

۳۔ مسلمانوں کے مسلمانوں پر کتنے حقوق ہیں؟ تحریر کیجیے۔

۴۔ آپسی تعلقات مضبوط و مستحکم کرنے کے لئے کیا کرنا ہوگا؟

(ب) خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے۔

- جب ملاقات ہوتو.................کرے خبر و خیریت معلوم کرے۔
- ایک دوسرے کو نیکی اور.................کی تذکیر کرے۔
- اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی...........کرے جو اپنے لئے پسند کرے۔
- جب وہ دعوت دے تو.................کرنا اس کا حق ہے۔
- کوئی فقر و فاقہ کا شکار ہوتو خوش دلی سے اسکی.....کرے۔
- مسلمان کو چاہیے کہ دوسرے مسلمان کی.................کی حفاظت کرے۔
- ایک دوسرے کے...........کی پردہ پوشی کرے۔
- مسلمان آپس میں ایک دوسرے سے...........کریں اور اچھا...........رکھیں۔
- چھینک کے بعد الحمدللہ کہے تو اس کے جواب میں.................کہے۔

(ج) مندرجہ ذیل اقتباس کو غور سے پڑھیے اور اس سے آپ نے جو سمجھا ہے وہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے صرف حقوق ہی ادا نہیں کرتے۔ بلکہ اپنے اوپر ایک دوسرے کو ترجیح دیتے ہیں۔ جب تک مسلمان اس روش پر قائم رہے ان کے تعلقات مستحکم اور مضبوط رہے۔ جیسے سیسہ پلائی ہوئی دیوار۔ ان کا معاشرہ دنیا کے لئے ایک مثالی معاشرہ تھا۔ آج بھی ضرورت ہے کہ ہم ایک دوسرے کے حقوق کو ادا کریں۔ بلکہ اپنے بھائی کو اپنے اوپر ترجیح دیں۔ اس طرح اللہ بھی ہم سے خوش ہوگا۔ ہمارے تعلقات بھی مضبوط ہوں گے۔ اللہ ہم سب کو اس کی توفیق عطا کرے! آمین۔

سبق (۱۹)

اپنے نفس کے حقوق

اللہ سبحانہ تعالی نے یہ کائنات یہ زمین اور اس میں جو کچھ ہے سب کو انسان کے لیے بنایا۔ اس کو آنکھ، کان، ناک، ہاتھ، پیر غرض اس کے جسم کے ہر حصہ کو بنایا۔ وہی ہے جس نے عقل و شعور دیا۔ اس طرح ہم اور ہمارا جو کچھ ہے اس کا اصل مالک اللہ ہے۔ اس چیز کا علم نہ رکھنے والے کہتے ہیں۔ میرا جسم اور میری جان کا مالک میں ہوں۔ میں چاہوں تو جسم کے اعضاء کو کسی کو دے سکتا ہوں۔ اس کی شناخت بگاڑ سکتا ہوں۔ کچھ لوگ تو کہتے ہیں کہ مجھے حق ہے کہ میں نعوذ باللہ خودکشی کرلوں۔

لیکن جو لوگ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں، اس کی کتاب کو مانتے ہیں، اس کے رسول کا اتباع کرتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ہمارے پاس ہمارا اپنا کچھ نہیں ہے۔ جو کچھ ہے وہ اللہ کا دیا ہوا ہے۔ اسی لئے اللہ کی مرضی کے بغیر ہم اس میں کسی قسم کا تصرف نہیں کر سکتے ہیں۔ مسلمان کا یہ بھی ایمان ہوتا ہے کہ ہمارا اللہ ہمارے فائدے اور نقصان کو ہم سے زیادہ جانتا ہے۔ اس نے ہمارے حقوق و فرائض قرآن میں صاف طور پر بیان کر دیئے ہیں۔ نبی ﷺ نے اپنی عملی زندگی اور احکام و فرامین میں ان کی وضاحت کر دی ہے۔ ان کو پڑھنے سے جو ہمارے حقوق ہمارے سامنے آتے ہیں۔ ان کو ہم یہاں اختصار کے ساتھ بیان کر دیتے ہیں۔

- ہم پر ہمارا پہلا حق یہ ہے کہ ہم اپنے خالق اور مالک کو پہچانیں، اسی کے سامنے اپنا سر جھکائیں اور اسی سے مانگیں اور کسی سے نہ مانگیں۔ اسی کی عبادت کریں اور اس کے علاوہ کسی کی عبادت ہرگز نہ کریں۔
- ہم پر ہمارا یہ بھی حق ہے کہ ہم اپنی کامیابی کے لئے اللہ کی دی گئی ہدایت کو جانیں، سمجھیں اور ان پر عمل کریں۔
- ہم اپنے مقام و مرتبہ کو جانیں، اس کی قدر کریں، اس پر اللہ کا شکر ادا کریں اور اپنے نفس کا تزکیہ کریں۔
- ہم کو چاہئے کے ہم اپنی عقل اور طاقت کا صحیح استعمال کریں۔ وہ کام کریں جو اللہ کو پسند ہے اور ان کاموں سے بچیں جن سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔
- ہم اپنے جسم کے اعضاء کی حفاظت کریں، ان کی شکل نہ بگاڑیں اور نہ ان کو نقصان پہنچائیں۔ جسم کے کسی عضو کو بلاوجہ ہم نہیں کاٹ سکتے اور نہ بیچ سکتے ہیں۔ ہم اپنے آپ پر برداشت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈال سکتے ہیں۔

- ہم پر ہمارا حق ہے کہ ہم حلال کمائی کریں، حرام کمائی سے پرہیز کریں۔ حرام کمائی کرنے والے کی دعا اللہ کے یہاں قبول نہیں ہوتی اور اس سے سماج اور معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔

اللہ تعالی نے ہماری فطری ضروریات کی تکمیل کے لئے سارا انتظام فرمایا ہے۔ اس کے لئے سب سے بہتر ذریعہ بھی دیا ہے۔ کچھ لوگ اللہ کی ہدایت سے دور ہوتے ہیں۔ شیطان کے راستے پر چلتے ہیں اور بھوکے پیاسے رہ کر اپنے جسم کو تکلیف دیتے ہیں۔ شادی بیاہ نہیں کرتے اور سمجھتے ہیں کہ اس سے اللہ کا تقرب حاصل ہوگا۔ جبکہ یہ سراسر شیطانی عمل ہے۔ اسی لئے مسلمان اپنے آپ کو غیر ضروری مشقت میں نہیں ڈالتے ہیں، نکاح کرتے ہیں، نفس کشی سے پرہیز کرتے ہیں۔ اپنی ضروریات اور جائز خواہشات اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق پوری کرتے ہیں۔

مشق

(الف) جواب دیجیے۔

ا۔ یہ کائنات یہ زمین اور اس میں جو کچھ ہے سب کو کس نے بنایا ہے؟۔

۲ اللہ نے ہم پر کون کون سے احسانات کئے ہیں؟

۳۔ ہم کیوں اللہ کی مرضی کے بغیر اس میں کسی طرح کا تصرف نہیں کر سکتے ؟

۴۔ کیا خودکشی کرنا حرام ہے اور کیوں؟

۵۔ ہم پر ہمارے کیا حقوق ہیں؟ ان میں سے پانچ کا ذکر کریں۔

۶۔ اللہ تعالی نے ہماری فطری ضروریات کی تکمیل کے لئے کیا انتظام فرمایا ہے؟

(ب) خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے۔

- ہم پر ہمارا حق ہے کہ ہم .... کریں، حرام کمائی سے.......... کریں۔
- ہم پر ہمارا.......... یہ ہے کہ ہم اپنے............ اور.......... کو پہچانیں۔
- ہم اللہ کا............ ادا کریں اور اپنے نفس کا...................... کریں۔
- .... کی کمائی کرنے والے کی.......... اللہ کے یہاں.......... نہیں ہوتی۔

- اللہ تعالیٰ نے ہماری.................کی تکمیل کے لئے سارا...........فرمایا ہے۔
- اسی لئے............اپنے آپ کو غیر ضروری..................میں نہیں ڈالتے ہیں۔

(ج) نیچے دئے گئے الفاظ کے معنی لکھیے۔

مشقت۔ شیطانی۔ حقوق۔ شعور۔ فرائض۔ اختصار۔ حرام۔ حلال۔ بوجھ۔ کمائی۔

☆ اپنے حقوق سے متعلق چند سطریں لکھیے اور اپنے استاد کو دکھایئے۔

☆ جانوروں کے حقوق کے بارے میں اپنے استاد سے معلوم کر کے ایک مضمون لکھیے۔

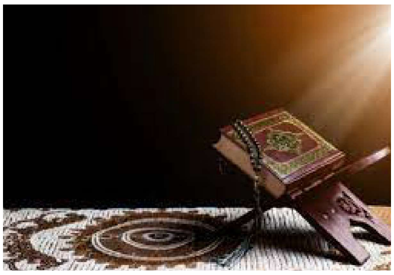

سبق(۲۰)

القدر

(مکی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّـآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ ‌ۚ‌ۖ (۱) وَ مَآ اَدۡرٰكَ مَا لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ؕ (۲) لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۙ خَيۡرٌ مِّنۡ
اَلۡفِ شَهۡرٍ ؕ (۳) تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓـئِكَةُ وَ الرُّوۡحُ فِيۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ‌ۚ مِنۡ كُلِّ اَمۡرٍ ۛ (۴) سَلٰمٌ ۛ هِىَ
حَتّٰى مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ع (۵)

ترجمہ: ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا ہے۔اور تم کیا جانو کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔فرشتے اور روح اس میں اپنے رب کے اذن سے ہر حکم لے کر اترتے ہیں۔وہ رات سراسر سلامتی ہے طلوع فجر تک۔

البینه

(مکی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لَمۡ یَکُنِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ وَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ مُنۡفَکِّیۡنَ حَتّٰی تَاۡتِیَہُمُ الۡبَیِّنَۃُ (۱)
رَسُوۡلٌ مِّنَ اللّٰہِ یَتۡلُوۡا صُحُفًا مُّطَہَّرَۃً (۲) فِیۡہَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ (۳) وَ مَا تَفَرَّقَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ
اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡہُمُ الۡبَیِّنَۃُ (۴) وَ مَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِیَعۡبُدُوا اللّٰہَ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ ۬ۙ حُنَفَآءَ وَ
یُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ یُؤۡتُوا الزَّکٰوۃَ وَ ذٰلِکَ دِیۡنُ الۡقَیِّمَۃِ (۵) اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ وَ
الۡمُشۡرِکِیۡنَ فِیۡ نَارِ جَہَنَّمَ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ؕ اُولٰٓئِکَ ہُمۡ شَرُّ الۡبَرِیَّۃِ (۶) اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِکَ ہُمۡ خَیۡرُ الۡبَرِیَّۃِ (۷) جَزَآؤُہُمۡ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ جَنّٰتُ عَدۡنٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا
الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ ؕ ذٰلِکَ لِمَنۡ خَشِیَ رَبَّہٗ (۸)

ترجمہ: اہل کتاب اور مشرکین میں سے جو لوگ کافر تھے۔(وہ اپنے کفر سے) باز آنے والے نہ تھے جب تک کہ ان کے پاس دلیلِ روشن نہ آ جائے۔(یعنی) اللہ کی طرف سے ایک رسول جو پاک صحیفے پڑھ کر سنائے۔جن میں بالکل راست اور درست تحریریں لکھی ہوئی ہوں۔

پہلے جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی ان میں تفرقہ برپا نہیں ہوا مگر اس کے بعد کہ ان کے پاس (راہ راست کا) بیان واضح آ چکا تھا۔اور ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں اپنے دین کو اس کے لئے خالص کر کے، بالکل یکسو ہو کر، اور نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں یہی نہایت صحیح و درست دین ہے۔

اہل کتاب اور مشرکین میں سے جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ یقیناً جہنم کی آگ میں جائیں گے اور ہمیشہ اس میں رہیں گے، یہ لوگ بدترین خلائق ہیں۔جو لوگ ایمان لے آئے اور جنہوں نے نیک عمل کیے، وہ یقیناً بہترین خلائق ہیں۔ان کی جزا ان کے رب کے ہاں دائمی قیام کی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی، وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔یہ کچھ ہے اس شخص کے لیے جس نے اپنے رب کا خوف کیا ہو۔

الزلزلة

(مدنی)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَهَا (ۙ۱) وَ اَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ اَثۡقَالَهَا (ۙ۲) وَ قَالَ الۡاِنۡسَانُ مَا
لَهَا (ۚ۳) يَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخۡبَارَهَا (ۙ۴) بِاَنَّ رَبَّکَ اَوۡحٰى لَهَا (ؕ۵) يَوۡمَئِذٍ يَّصۡدُرُ النَّاسُ اَشۡتَاتًا ۙ۬
لِّيُرَوۡا اَعۡمَالَهُمۡ (ؕ۶) فَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَيۡرًا يَّرَهٗ (ؕ۷) وَ مَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ (ع۸)

ترجمہ: جب زمین اپنی پوری شدت کے ساتھ ہلا ڈالی جائے گی، اور زمین اپنے اندر کے سارے بوجھ نکال کر باہر ڈال دے گی، اور انسان کہے گا کہ یہ اس کو کیا ہو رہا ہے، اس روز وہ اپنے (اوپر گزرے ہوئے) حالات بیان کرے گی، کیونکہ تیرے رب نے اسے (ایسا کرنے کا) حکم دیا ہوگا۔ اس روز لوگ متفرق حالات میں پلٹیں گے تا کہ ان کے اعمال ان کو دکھائے جائیں۔ پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا، اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

العادیات

(مکی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ الۡعٰدِیٰتِ ضَبۡحًا ۙ(۱) فَالۡمُوۡرِیٰتِ قَدۡحًا ۙ(۲) فَالۡمُغِیۡرٰتِ صُبۡحًا ۙ(۳) فَاَثَرۡنَ بِہٖ نَقۡعًا ۙ(۴)
فَوَسَطۡنَ بِہٖ جَمۡعًا ۙ(۵) اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لِرَبِّہٖ لَکَنُوۡدٌ ۚ(۶) وَ اِنَّہٗ عَلٰی ذٰلِکَ لَشَہِیۡدٌ ۚ(۷) وَ اِنَّہٗ لِحُبِّ
الۡخَیۡرِ لَشَدِیۡدٌ ؕ(۸) اَفَلَا یَعۡلَمُ اِذَا بُعۡثِرَ مَا فِی الۡقُبُوۡرِ ۙ(۹) وَ حُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوۡرِ ۙ(۱۰) اِنَّ
رَبَّہُمۡ بِہِمۡ یَوۡمَئِذٍ لَّخَبِیۡرٌ ﴿۱۱﴾

ترجمہ: قسم ہے ان (گھوڑوں) کی جو پھنکارے مارتے ہوئے دوڑتے ہیں، پھر (اپنی ٹاپوں سے) چنگاریاں جھاڑتے ہیں، پھر صبح سویرے چھاپہ مارتے ہیں، پھر اس موقع پر گردو غبار اڑاتے ہیں، پھر اسی حالت میں کسی مجمع کے اندر جا گھستے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے، اور وہ خود اس پر گواہ ہے، اور وہ مال و دولت کی محبت میں بری طرح مبتلا ہے۔ تو کیا وہ اس وقت کو نہیں جانتا جب قبروں میں جو کچھ (مدفون) ہے اسے نکال لیا جائے گا، اور سینوں میں جو کچھ (مخفی) ہے اسے بر آمد کر کے اس کی جانچ پڑتال کی جائے گی؟ یقیناً ان کا رب اس روز ان سے خوب باخبر ہوگا۔

القارعه

(مکی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡقَارِعَۃُ ۙ﴿۱﴾ مَا الۡقَارِعَۃُ ۚ﴿۲﴾ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا الۡقَارِعَۃُ ؕ﴿۳﴾ یَوۡمَ یَکُوۡنُ النَّاسُ کَالۡفَرَاشِ الۡمَبۡثُوۡثِ ۙ﴿۴﴾ وَ تَکُوۡنُ الۡجِبَالُ کَالۡعِہۡنِ الۡمَنۡفُوۡشِ ؕ﴿۵﴾ فَاَمَّا مَنۡ ثَقُلَتۡ مَوَازِیۡنُہٗ ۙ﴿۶﴾ فَہُوَ فِیۡ عِیۡشَۃٍ رَّاضِیَۃٍ ؕ﴿۷﴾ وَ اَمَّا مَنۡ خَفَّتۡ مَوَازِیۡنُہٗ ۙ﴿۸﴾ فَاُمُّہٗ ہَاوِیَۃٌ ؕ﴿۹﴾ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا ہِیَہۡ ؕ﴿۱۰﴾ نَارٌ حَامِیَۃٌ ﴿۱۱﴾

ترجمہ: عظیم حادثہ! کیا ہے وہ عظیم حادثہ؟ تم کیا جانو کہ وہ عظیم حادثہ کیا ہے؟ وہ دن جب لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح اور پہاڑ رنگ برنگ کے دھنکے ہوئے اون کی طرح ہوں گے۔ پھر جس کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ دل پسند عیش میں ہوگا اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے اس کی جائے قرار گہری کھائی ہوگی۔ اور تمہیں کیا خبر کہ وہ کیا چیز ہے؟ بھڑکتی ہوئی آگ۔

التکاثر

(مکی)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡهٰکُمُ التَّکَاثُرُ ۙ﴿۱﴾ حَتّٰی زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ ؕ﴿۲﴾ کَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ۙ﴿۳﴾ ثُمَّ کَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ؕ﴿۴﴾ کَلَّا لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عِلۡمَ الۡیَقِیۡنِ ؕ﴿۵﴾ لَتَرَوُنَّ الۡجَحِیۡمَ ۙ﴿۶﴾ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَیۡنَ الۡیَقِیۡنِ ۙ﴿۷﴾ ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ یَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِیۡمِ ٪﴿۸﴾

ترجمہ: تم لوگوں کو زیادہ سے زیادہ اور ایک دوسرے سے بڑھ کر دنیا حاصل کرنے کی دھن نے غفلت میں ڈال رکھا ہے یہاں تک کہ (اسی فکر میں) تم لب گور تک پہنچ جاتے ہو، ہرگز نہیں، عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا۔ پھر (سن لو کہ) ہرگز نہیں، عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا۔ ہرگز نہیں، اگر تم یقینی علم کی حیثیت سے (اس روش کے انجام کو) جانتے ہوتے (تو تمہارا یہ طرزِ عمل نہ ہوتا) تم دوزخ دیکھ کر رہو گے، پھر (سن لو کہ) تم بالکل یقین کے ساتھ اسے دیکھ لو گے۔ پھر ضرور اس روز تم سے ان نعمتوں کے بارے میں جواب طلبی کی جائے گی۔

العصر

(مکی)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ الۡعَصۡرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِیۡ خُسۡرٍ ۙ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۬ۙ وَ تَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ ٪﴿۳﴾

ترجمہ: زمانے کی قسم، انسان درحقیقت بڑے خسارے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے، اور نیک اعمال کرتے رہے، اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔

الھمزہ

(مکی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَیۡلٌ لِّکُلِّ ہُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیۡ جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَہٗ ۙ﴿۲﴾ یَحۡسَبُ اَنَّ مَالَہٗۤ اَخۡلَدَہٗ ۚ﴿۳﴾ کَلَّا لَیُنۡۢبَذَنَّ فِی الۡحُطَمَۃِ ۫ۖ﴿۴﴾ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا الۡحُطَمَۃُ ؕ﴿۵﴾ نَارُ اللّٰہِ الۡمُوۡقَدَۃُ ۙ﴿۶﴾ الَّتِیۡ تَطَّلِعُ عَلَی الۡاَفۡـِٕدَۃِ ؕ﴿۷﴾ اِنَّہَا عَلَیۡہِمۡ مُّؤۡصَدَۃٌ ۙ﴿۸﴾ فِیۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَۃٍ ٪﴿۹﴾

ترجمہ: تباہی ہے ہر اس شخص کے لیے جو (منہ در منہ) لوگوں پر طعن اور (پیٹھ پیچھے) برائیاں کرنے کا خوگر ہے، جس نے مال جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھا۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس مال ہمیشہ اس کے پاس رہے گا۔ ہرگز نہیں، وہ شخص تو چکنا چور کر دینے والی جگہ میں پھینک دیا جائے گا۔ اور تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ چکنا چور کر دینے والی جگہ؟ اللہ کی آگ، خوب بھڑکائی ہوئی، جو دلوں تک پہنچے گی۔ وہ ان پر ڈھانک کر بند کر دی جائے گی (اس حالت میں کہ وہ) اونچے اونچے ستونوں میں (گھرے ہوئے ہوں گے)۔

الفیل

(مکی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ (۱) اَلَمۡ یَجۡعَلۡ کَیۡدَہُمۡ فِیۡ تَضۡلِیۡلٍ (۲) وَّ اَرۡسَلَ عَلَیۡہِمۡ طَیۡرًا اَبَابِیۡلَ (۳) تَرۡمِیۡہِمۡ بِحِجَارَۃٍ مِّنۡ سِجِّیۡلٍ (۴) فَجَعَلَہُمۡ کَعَصۡفٍ مَّاۡکُوۡلٍ (۵)

ترجمہ: تم نے دیکھا نہیں کہ تمہارے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ کیا اس نے ان کی تدبیر کو اکارت نہیں کر دیا؟ اور ان پر پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیج دیے جو ان پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر پھینک رہے تھے، پھر ان کا یہ حال کر دیا کہ جیسے جانوروں کا کھایا ہوا بھوسا۔

قریش

(مکی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لِاِیۡلٰفِ قُرَیۡشٍ (۱) اٖلٰفِہِمۡ رِحۡلَۃَ الشِّتَآءِ وَ الصَّیۡفِ (۲) فَلۡیَعۡبُدُوۡا رَبَّ ہٰذَا الۡبَیۡتِ (۳) الَّذِیۡۤ اَطۡعَمَہُمۡ مِّنۡ جُوۡعٍ ۬ۙ وَّ اٰمَنَہُمۡ مِّنۡ خَوۡفٍ (۴)

ترجمہ: چونکہ قریش مانوس ہوئے (یعنی) جاڑے اور گرمی کے سفروں سے مانوس، لہذا ان کو چاہیے کہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں جس نے انہیں بھوک سے بچا کر کھانے کو دیا اور خوف سے بچا کر امن عطا کیا۔

مشق

(الف) جواب دیجیے۔

۱۔ قرآن کو اللہ نے جس رات میں نازل کیا۔ اس کا نام کیا ہے؟

۲۔ لیلۃ القدر کتنے مہینوں سے بہتر ہے؟

۳۔ لیلۃ القدر میں کون اترتے ہیں؟

۴۔ سورۃ البینہ کے مطابق لوگوں کو کن عبادتوں کے کرنے کا حکم دیا گیا تھا؟

۵۔ اہل کتاب اور مشرکین میں سے جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ کہاں جائیں گے؟

۶۔ نیک لوگوں کے لئے ان کے رب کے پاس کیا بدلہ ہے؟

۷۔ کون اپنے اندر کے سارے بوجھ نکال باہر کرے گی؟

۸۔ انسان کس کی محبت بری طرح مبتلا ہے؟

۹۔ کس دن لوگ پروانوں کی طرح بکھرے ہوئے ہوں گے؟

۱۰۔ جس کے پلڑے بھاری ہوں گے ان کا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟

۱۱۔ گہری کھائی میں کون جائے گا؟

۱۲۔ سورہ التکاثر کے مطابق لوگوں کو کس چیز نے غفلت میں ڈال رکھا ہے؟

۱۲۔ اللہ تعالٰی کن نعمتوں کے بارے میں انسان سے جواب طلبی کرے گا؟

۱۳۔ لیلۃ القدر رمضان کے ماہ میں کب آتا ہے؟

۱۴۔ کون لوگ گھاٹے میں نہیں ہوں ے؟

۱۵۔ اصحاب فیل کے ساتھ اللہ نے کیا سلوک کیا؟

۱۶۔ قریش کس سفر سے مانوس ہوئے؟

۱۷۔ ہم قرآن کی سورتوں کو ترجمہ کے ساتھ کیوں پڑھتے ہیں؟

(ب) درج ذیل الفاظ کے معنی لکھیے۔

اَلْعِهْن	....
النَّعِيم	....
الصَّيْفِ	....
الْعَصْرِ	....
كَلَّا	....
الفيل	....
ويل	....
عَمَدٍ	....
رحلة	....
الصيف	....

(ج) تمام سورتوں کو زبانی یاد کر کے اپنے استاد کو سنایئے اور نماز میں ان کو دہراتے رہیے۔

سبق (۲۱)

دعا

کرم ہے ترا زندگی دینے والے
مجھے خلق پر برتری دینے والے

مرے فکر و احساس کو جگا دے
ستاروں کو تابندگی دینے والے

مرے دل کو بھی نورِ ایماں سے بھر دے
مَہ و مہر کو روشنی دینے والے

مرا مقصدِ زندگی بھی حسیں ہو
گُل و غنچہ کو تازگی دینے والے

غلامی سے باطل کی مجھ کو بچانا
پہاڑوں کو شانِ خودی دینے والے!

محمد ﷺ کا سچا فدائی بنا دے
مجھے سب سے اچھا نبی دینے والے!

طلب گار ہوں میں تری رضا کا
الم دینے والے خوشی دینے والے

﴿ابوالمجاہد زاہدؔ﴾